YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
OFFICIAL DEBATES

Thursday, September 19, 2013

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at thirty five minutes past nine in the morning with Madam Deputy Speaker (Miss Aseella Shamim Haq) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

جناب کاشف علی (قائد حزب اختلاف): اصیلہ حق صاحبہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ بات کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ بہت important ہے اور Orders of the Day میں نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب کاشف علی: خیر مجھے آپ کی اجازت لینے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ کو ضرورت ہے۔ برائے مہربانی آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

جناب کاشف علی: مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیونکہ میں آپ کو honourable بھی نہیں بول رہا، میں آپ کو Deputy Speaker بھی نہیں بول رہا۔

Madam Deputy Speaker: Please take your seat. You have wasted enough time of the House. Please take your seat.

جناب کاشف علی: میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل کی گئی ناانصافی کے بارے میں آپ نے کچھ کیا؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم کوئی ناانصافی نہیں ہوئی، آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Mr. Kashif, please leave the House. Order in the House.

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Order in the House.

(اس موقع پر اپوزیشن اور کچھ حکومتی ارکان ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

POLICY STATEMENT

Madam Deputy Speaker: Minister for Foreign Affairs and Defence would like to present a policy on “Sino-Pak Friendship”.

جناب یاسر عباس (وزیر برائے امور خارجہ اور دفاع): شکریہ، میڈم سپیکر! مجھے بہت شوق تھا کہ میں اپوزیشن کے ہوتے ہوئے یہ policy پیش کروں کیونکہ میں سمجھ رہا تھا کہ Pak-China friendship ایک ایسی چیز ہے جو پاکستان میں چاہے leftist parties ہوں یا rightwing parties ہوں، ان کا agreed upon principal ہے اور وہ یہ ہے کہ friendship with China. اسی حوالے سے مجھے شوق تھا اور میری خواہش تھی کہ اپوزیشن کے تمام ممبران بھی یہاں موجود ہوں and at the same time وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے۔ اگر اس پالیسی میں کسی چیز کی کمی ہے تو وہ اُس چیز کو دیکھتے ہیں، unfortunately انہوں نے پچھلے دو تین دنوں سے غیرجمہوری رویہ اپنایا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں یہ ان کے سامنے پیش نہیں کر سکوں گا and I will go ahead with it.

میڈم سپیکر: پاک چین دوستی جس کی شروعات 1950 میں ہوئی تھی جب diplomatic relation کا آغاز ہوا تھا اور وہ اُس وقت ہوا تھا جب چین اس دنیا میں ایک independent country کی حیثیت سے ابھر رہا تھا اور Pakistan was the first country, the first non-communist country, the first Muslim country and at the same time the first country in the South Asia to accept China as an independent state. یہ دوستی جو وہاں سے شروع ہوئی، اس کے شروع میں انتہائی اچھے نتائج نکلے کیونکہ جب یہ شروع ہوئی تو اس کی direction in nature تھی، that was more to do with people to people relations. That was more to do with cultural

لیکن بدقسمتی سے homogenization of South Asia particularly these two countries Pakistan and China ہمارے کچھ جغرافی حالات جو ہمارے سامنے آئے، ان کے مطابق پاکستان اور چین کے تعلقات فوجی نوعیت کے ہو گئے۔ اس حوالے سے regional contact سب سے اہم ہے جہاں انڈیا اور پاکستان آمنے سامنے آگئے، انڈیا اور چین آمنے سامنے آئے اور وہیں سےbetween China and Indiaایک revelry کا concept شروع ہوا۔ چین کی طرف انڈیا کو سےہمیشہ کے لیےthwart کرنے اورback foot پر رکھنے کے لیے Pakistan was unfortunately used as a counter-weightجو initially ایک military strategy ہوتا تھا، it was not just benefit of China یہ پاکستان کے benefit میں بھی تھا کیونکہ جب پاکستان اپنے ابتدائی مراحل میں تھا، اس وقت سے ہی پاکستان کے لیے یہ پیشن گوئیاں کی جاری رہی تھیں کہ یہ ملک دو تین دنوں میںimplode ہو جائے گی اور دوبارہ Sub-continent کا حصہ بن جائے گا۔ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے ہماری لیڈرشپ نے چین کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھایا۔

اگر ہم چین اور پاکستان کی بات کریں تو ان کے تعلقات سب سے پہلے 1950 میں شروع ہوئے، 1951 میں بیجنگ اور کراچی میں diplomatic missions established ہوئے اور اسی طرح میرے پاس series-wise timeline ہے جس کی hard copy میرے پاس موجود ہے اور وہ میں Secretariat میں جمع کرواؤں گا، میرا نہیں خیال کہ اس بارے میں year-wise بتانا feasible ہو گا اور وہ اتنا important بھی نہیں ہے جتنا ان کا economic and regional context important ہے۔

میڈم سپیکر: اس پالیسی کو لانا میرا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ Pakistan and China relations کو undermine کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ considering the geographic and considering the aspirations of 21st century. I believe that what is important is your economic cooperation, I believe that what is important is your people to people contact, I believe that what is important is your counter a terror strategy جس نے اس region کو متاثر کیا ہوا ہے۔ میرے خیال میں سب سے اہم آپ کا دنیا میں اپنی requirement and principal stance کے لیے agreed upon principal and unanimous say ہونی چاہیے۔ Economy کے حوالے سے اگر ہم بات کریں تو ہمارا current relation despite being the two best friends, ان کی economy i.e., US$ 12 billion and in few years US$ 12 billion i.e., the official statistics are required from Pakistan Institute of Development Economic, اس میں انہوں نے US$ 12 billionکےtrade کا ذکر کیا ہے اور بقول ان کے next three to five years یہ US$ 20 billion تک جا سکتا ہے if policies اور جو MoUs وغیرہ sign کیے گئے ہیں، ان پر عملدرآمد کیا جائے۔

میڈم سپیکر! سب سے اہم gap i.e., a huge gap between industrial development. چین ایک طرف سب سے زیادہ developingملک ہے جس میں ایک huge industrial capacity ہے۔ Unfortunately, Pakistan has not much industrial capacity to cope up with Chinese requirements or to produce what China demand. اس کے نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان ایک consumer society بن چکی ہے، وہاں سے exports تو آتی ہیں لیکن یہاں سے exports کا کوئی حال نہیں ہے، یہاں سے جب exports جاتی ہیں تو اس level کی ہوتی ہیں کہ انہیں چین میں مارکیٹ نہیں ملتی اور اگر ملتی بھی ہے تو ایسی جگہوں مثلاً سنکیانگ، کاشغر جو emerging industrial zones ہیں، ان کی importance تب ہوتی ہے جب شنگھائی، بیجنگ اور Eastern China میں بھی ان کی مانگ ہو۔

میڈم سپیکر! اس کے بعد چین اور انڈیا کے درمیان trade is almost crossing US$ 100 billion. ان کے درمیان currently US$ 96 billion کی capacity ہے جس کو وہ لوگ in the coming five years US$ 150 billion سے cross کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان تو چین کا دوست ہے اور چین بھی پاکستان کا دوست ہے، ان دونوں نے diplomatic fronts پر، economic fronts پر، political fronts پر دنیا بھر میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا لیکن کیا وجہ ہے کہ economy کے حوالے سے ان کی اتنی upbringing نہیں ہو رہی ہے جتنی ان کی انڈیا کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ان کا border issue is still alive اور international forums پر ان کے دوسرے جو issues ہیں، again this is a set back that why یہ کیوں نہیں ہو رہا۔ Furthermore, ہم نے ان کے ساتھ FTA and PTA بھیsign کیے ہوئے ہیں۔ Unfortunately, یہ ہوا کہ FTA sign کرنے کے باوجود ہمیں Chinese markets میں ابھی تک access نہیں ہےand at the same time وہ tariffs کو ہٹانے کی بات کر رہے تھے لیکن وہ ابھی تک نہیں ہٹے۔ FTA ہونے کی وجہ سے پاکستان میں کچھ چیزوں پر restrictions لگی تھیں اور پاکستان کی جو industrial capacity further کم ہوتی جا رہی ہے۔ This is not to say that China has been Pakistan کو ایک consumer society purposely بنا رہا تھا، ایسا بھی کچھ نہیں ہے۔ China has been investing hugely in telecom sector, industrial sector, hydropower projects and road construction projects over all. اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور چین کو اپنے تعلقات کو different areas میں orient

کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اس کے لیے میں نے کچھ avenues سامنے رکھے ہیں جس کے تحت ہم اپنے relations کو اس طرح بنا سکتے ہیں کہ people to people contact پر support پائی جائے کہ جہاں دونوں طرف سے ایک دوسرے کے لیے mutual respect and at the same time mutual coordination and cooperation پیدا کی جائے۔ اس کے لیے میں نے پانچ چیزیں recommend کی ہیں۔ ان میں سب سے پہلے trade کے بارے میں میں نے ابھی بات کی ہے۔ دوسری سب سے important and vital i.e., the rehabilitation of KKH. میڈم سپیکر! It's a 800 KMs and according to some authors is rightly considered is eight wonder of the world کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو پاکستانی اور چینی engineersنے پندرہ سال کی مدت میں کیا۔ اب اس کی حالت خراب ہو گئی ہے اور وہ اس حالت تک خراب ہو گئی کہ normal transportation کو یہاں پہنچتے پہنچتے اتنا وقت لگتا ہے جتنا پاکستان سے کوئی alternate route use کرتے ہوئے کسی دوسرے ملک سے ہوتے ہوئے چین پہنچیں۔ So it is an urgent need that this 800 KMs long road اور اس سے vital strategic and economic importance جڑی ہوئی ہے، اسے rehabilitee کیا جائے اور اس طرح rehabilitate کیا جائے کہ یہ تمام موسموں کے لیے ہو کیونکہ سردیوں میں خنجراب کے مقام پر پاکستان او ر چین کا main transit route for three to four months بند ہو جاتا ہے۔ اس لیے پاکستان اس طرح کا لائحہ عمل تیار کرے یا اس طرح کی technology use کرے جس سے یہ سارا سال کھلا رہے کیونکہ جب trade ایک مرتبہ رک جاتی ہے تو پھر industrialists wait نہیں کرتے، وہ اپنے لیے alternate markets تلاش کرلیتے ہیں اور جب انہیں alternate markets مل جاتی ہیں تو پھر وہ اپنی original destination کی طرف دوبارہ آنے کے لیے سوچتے ہی نہیں ہیں۔

میڈم سپیکر! اس کے بعد people to people exchange, پاکستان اور چین کی دوستی کو مضبوط کرنے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ پاکستان اور چین کے درمیان عوامی رابطہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے ہاں سے scholarships پر کوئی نہیں جاتے اور اگر جاتے ہیں تو ان کا university level پر scholarship scheme ہوتی ہے۔ اب جا کر HEC نے government level پر وہ scheme شروع کی ہے جو ایک احسن اقدام ہے and I believe کہ اس طرح کی چیزیں ہوں گی تو یہ رابطہ further بڑھے گا۔ People to people exchange کے حوالے سے آپ کا cultural exchange programmes ہونے چاہییں جس طرح آپ دیکھیں کہ امریکہ میں ہر سال سینکڑوں طالبعلم پڑھنے جاتے ہیں اور وہاں ان کے سامنے امریکہ کی ایک الگ تصویر سامنے آتی ہے۔ وہ social engineering تو کر رہے ہیں لیکن definitely it is a productivity as well. جب وہاں سے ایک پاکستانی واپس آتا ہے تو اس کا ایک different mindset بن جاتا ہے۔ وہ اس طرح بنتا ہے کہ پھر وہ ایک نئے جذبے کے ساتھ اپنی community, اپنے علاقے اور اپنے ملک کے لیے کام کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ایک دوسری دنیا دیکھ کر واپس آرہا ہوتا ہے۔ چین اور پاکستان کے درمیان بھی اسی طرح کی چیزوں کی اشد ضرورت ہے، اس کے لیے یہ کرنا ہوگا کہ طالبعلموں کے درمیان student invoice ہونی چاہیے، regional celebrations ہونی چاہییں and at the same time آپ کا ایک culture ہے یعنی یہاں کا northern culture and وہاں کا western Chinese culture کے درمیان کچھ مماثلت بھی پائی جاتی ہے اور آپ انہیں mutually celebrate بھی کر سکتے ہیں۔ اس سے لوگوں کے درمیان interaction ہو گا، چین کے کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جو پاکستان کو alien سمجھتے ہیں، وہ اس طرح سمجھتے ہیں جیسے just few Americans who thinks that the world outside that is nothing, اسی طرح چین میں بھی کچھ اس طرح کے concepts ہیں، کچھ شہر ہیں۔ وہ امریکہ تو چلے جاتے ہیں، they go to America but definitely they wanted to go to America لیکن اس کے ساتھ پاکستان کے بارے میں اتنا نہیں پتا جتنا ان کی حکومت کہتی ہے کہ Pakistan is our best friend. اس لیے یہ نیچے level تک جانی چاہیے، طالبعلموں سے لے کر اوپر تک ہونا چاہیے کیونکہ اس طرح support پیدا ہوتی ہے اور دوستی آگے بڑھتی ہے۔

میڈم سپیکر! اس میں سب سے اہم point یہ ہے کہ counter a terror mechanism, despite being پاکستان اور چین ایک ایسی situation میں ہیں that is surrounded by Afghanistan, India and India is an emerging power اور چین کے اندر Zhejiang صوبے میں جو terror activities ہیں اور کبھی کبھی جس کے route ہمارے tribal agencies سے بھی ملتے ہیں، اس حوالے سے ابھی تک ان کی کوئی strategy سامنے نہیں آئی ہے۔ انہوں نے rhetorical assurance دی ہے کہ ہم چین کو نقصان پہنچانے کے لیے tribal areas use نہیں کرنے دیں گے اور اس حوالے سے mutual conducted operations بھی ہوئے تھے لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے لیے کوئی proper force ہونی چاہیے، ایک ایسی force ہونی چاہیے جو دونوں sides میں جو بھی against each other terror activities جو friendship کو flop کرنے کے لیے کی جاسکتی ہیں، اس حوالے سے اور considering the future of KKH کے حوالے سے I believe that terror activities جو پاکستان اور چین کی بڑھتی

ہوئی رقابت کو نقصان پہنچانے کے لیے non-state actors جن میں خواہ طالبان ہوں یا دیگر terrorist activities operating from Central Asia and Khyber Agency in the Zhejiang اور پاکستان چین اس region کو سنبھالنے کے لیے کیونکہ دونوں ایٹمی طاقتیں ہیں اور دونوں ایسے region میں ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ 21st century is the Asian century, اس لیے دہشت گردی کو ختم کرنا دونوں ملکوں کے interest میں ہے۔ Terrorism کو curtail کرنا دونوں ملکوں کے interest میں ہے اور سب سے اہم یہ کہ پاکستان میں economic opportunities boom کرے، پاکستان کی industrial capacity بڑھ جائے، اس لیے سب سے main hurdle i.e., terrorism. پاکستان میں security situation کی وجہ سے، پاکستان میں written assurances نہ ہونے کی وجہ سے Chinese industrialists are reluctant to come, وہ اپنے institutions کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ اس لیے پاکستان کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ جلد از جلد دہشت گردی کا خاتمہ کرے۔ It is one of the reason میں ابھی اس طرف آؤں گا کہ پاکستان اور چین کے economic relations نہیں بڑھتے تو اس کے پیچھے بھی کچھ reasons ہیں۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ speedy construction of Gwadar Deep Sea Port. میرے خیال میں جو چیز region کو determine کرے گی وہ گوادر ہے۔ Gwadar economically and at the same time strategically is located in one of the most viable place جہاں سے trade بھی کی جا سکتی ہے اور economy کے different prospective بھی نظر آسکتے ہیں۔ میری نظر میں the speedy construction of Gwadar Deep Sea Port جس کی 2003 میں inauguration ceremony ہوئی تھی، جس میں President of China خود آئے اور پرویز مشرف کے ساتھ مل کر انہوں نے اس کا افتتاح کیا تھا لیکن اس کے for some strange reasons اس کی development اس pace میں نہیں جا رہی ہے جس pace پر وہ جا رہی تھی اور جس pace پر اسے جانا چاہیے کیونکہ اس کے regional consequences ہیں، اس کے Pakistan specific consequences ہیں اور اس کے China specific consequences بھی ہیں۔

میڈم سپیکر! اب میں concluding کی طرف آتا ہوں کیونکہ میرا main objective that was China Pakistan diplomacy through economic cooperation and upbringing the economic ties of Pakistan and China. سب سے پہلی بات یہ ہے کہ Pakistan's economy is very small when compare to Chinese economy. ایک written fact ہے کہ China is the second largest economy on earth now and Pakistan lacks far behind. There is a huge gap in the level of industrial development. The both countries economic scale is unmatchable given the industrial production of both two counties. While China exports to Pakistan constitutes more than 20% of its exports, Pakistan's exports to China constitutes only 0.13% of Chinese imports. FTA's ineffectiveness, FTA's سے تو ملکوں کے درمیان trade boom کر جاتی ہے لیکن پاکستان کا too low tariff lines coverage and elimination of tariff under FTA elimination. اس کے بعد پاکستان میں infrastructural deficit ہے، یہاں infrastructure نہیں ہے and at the same time particularly in energy sector یہاں کوئی infrastructure نہیں ہے جس کی وجہ سے investors in China are reluctant to come Pakistan. Poor inversion and technological infrastructure اگر موجود بھی ہے تو ان کی حالت گھمبیر اور بہت خراب ہے۔ اس حوالے سے کوئی منصوبہ نہیں بنا کہ اس کی upbringing کیسے کی جائے؟ اس کے بعد low level productivity ہمارے پاس labour تو موجود ہے لیکن technical labour نہیں ہے، proficient labour نہیں ہے and at the same time little foreign direct investment in manufacturing and exportable sectors. اس طرح ان hurdles کا overall focal point i.e., the bureaucratic structure of Pakistan and at the same time the security situation of Pakistan. میں bureaucratic structure کو exemplify کرنے کے لیے ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں کہ نندی پور project جو Pakistan and China کے درمیان تھا and it was suppose to be completed I believe in 2004. اُس حوالے سے یہ ہوا that is something like ironical کہ ضرورت بھی ہمیں ہے، delay بھی ہم خود ہی کررہے ہیں and delay for petty reasons. اس کے لیے تمام China hardware سے کراچی بندرگاہ میں around 2004-05 آیا تھا، ابھی تک وہ سامان اُدھر ہی پڑا ہوا ہے۔ پاکستان میں جو Chinese companies تھیں، ان کو Ministry of Law سے ایک written authorization letter چاہیے تھا to transport them to Nandipur Project and at the same time اس کے لیے انہیں Ministry of Law سے کوئی NOC بھی چاہیے تھا۔ اس NOC کے لیے Pakistani bureaucracy نے Chinese لوگوں کو for strange reasons چار سال اسی طرح رکھا۔ میرے خیال میں وہ ہمیں چاہیے تھا، انہیں تو نہیں چاہیے تھا، they are here as investors اور جب بات بنی اور چار سال بعد یہ دے دیا گیا تو ایک چیز کی وجہ سے وہ منصوبہ مکمل نہیں ہوا and that was کہ rates پر وہ agree نہیں ہو رہے تھے، rates پر ان لوگوں کے درمیان unity پیدا نہیں ہو رہی تھی اور ان rates میں کتنا فرق تھا؟ According to Senator Mushahid

Hussain Syed .5 cent, یہ اتنا کم تھا اور ہمیں تو کچھ مہنگا بھی خریدنا چاہیے تھا کیونکہ وہ چیز ہمیں لیے ضروری ہے۔ ہمارے لیے اس کی outcome اتنے پیسوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے لیکن پاکستانیوں نے اس بات پر دوسال لٹکا دیے کہ ہم اس rate پر نہیں لیتے and when the time came Chinese went back. اب جا کر نوازشریف کی حکومت نے اس چیز کو شروع کیا، this is just one example جو میں نے دی۔ پاکستان کو چین کو جتنی bureaucratic hurdles ہیں، MoUs signs ہوتے ہیں تو ہم سنتے ہیں، جب بھی کوئی وزیراعظم پاکستان یا چین کے دورے پر آتا ہے تو بڑی celebrations کے ساتھ، ایک cliché concept کے ساتھ کہ “Sweeter than honey, deeper than ocean, higher than Himalayas” لیکن یہ بات ابھی تک یہ صرف باتوں تک محدود ہو گئی ہے۔ پاکستان کی طرف سے کوئی will power نہیں، پاکستان کی طرف سے جو MoUs کو execute کرنے کے لیے ایک mechanism بنا تھا، اسے follow نہیں کیا جاتا۔ اس حوالے سے latest پیش رفت ہو رہی ہے، this is not to say that انہوں نے کبھی اسے outline نہیں کیا، اب جا کر وزیراعظم نوازشریف صاحب نے Prime Minister Secretariat میں ایک Chinese Cell بنایا ہے جس میں چین اور پاکستان کے درمیان جتنی بھی coordination ہو رہی ہے وہ monitor کر رہا ہے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہم اسے economic oriented کر لیں۔

میڈم سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ we are thankful to Chinese Government کہ انہوں نے پاکستان کی جتنی بھی defence requirements and key areas میں lacking چاہے وہ میزائل ہوں یا aero-dynamic technology ہو، اس میں انہوں نے ہمیشہ مدد کی۔ یہ military to military ایک strong bonding تھی لیکن people to people contact نہیں تھی، اس وجہ سے میرے خیال میں and according to many other writers that they believe in the 21st century there is no permanent enemy and there is no permanent friend, what defines is your national interest. ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ابھی ہمارے military relations with China that will be determine by our economic ties with China کیونکہ اب چین اور بھارت ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں and sole reason یہ ہے کہ ہماری دوستی پکی ہوتی جا رہی تھی، consolidate ہوتی جا رہی تھی، اس کے پیچھے یہ چیز تھی کہ India was a mutual threat. Now this mutual threat is going to be a regional allies. ٹھیک ہے کہ ابھی بھی ان کے درمیان border skirmishes ہوتی ہیں لیکن وہ اس کو دوسری چیزوں کے ساتھ نہیں جوڑتے کیونکہ China کی سب سے زیادہ export انڈیا اور اس کے بعد پاکستان میں جاتی ہیں so they can not risk their entire market just because of petty border issue. اس لیے اس چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے لیے یہ وقت ہے کہ وہ اپنے relations کو اس طرح orient کرے جہاں وہ economic ties کو consolidate کرے، وہ people to people contact کوشروع کرے۔ Counter terror policy بنائیں اور اس کے ساتھ Counter Terror Force بھی بنائی جائے۔ Gwadar Deep Sea Port and KKH کی construction کو ensure کیا جائے۔ اس سے پاکستان اور چین کے درمیان new wave of friendship شروع ہو گی جس کو عوام کی support ہو گی جو ابھی بھی ہے۔ پاکستان میں پاک چین دوستی کے بہت نعرے لگائے جاتے ہیں and in China as well لیکن we have to till about Pakistan a lot of Chinese ہمیں یہاں Chinese schools چاہییں، ہمیں چینی زبان سیکھنی ہے اور there are a lot of Chinese in Pakistan who are learning Urdu, اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے درمیان موجود communication gap and barrier ختم ہو گا اور new era of friendship شروع ہو گا۔ شکریہ۔

RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: Now we move to Item No. 5. Raja M. Hassan Khan and Mr. Rajesh Kumar Maharaj would like to move a resolution. Raja M. Hassan Khan *sahib*.

Raja M. Hassan Khan: Thank you Madam Speaker: I would like to move a resolution that;

> “This House is of the opinion that PCB with the help of Government of Pakistan should take effective steps to restore International Cricket in Pakistan & assure International teams of adequate security measures”.

میڈم سپیکر! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں international cricket کا جو خاتمہ ہوا ہے، یہ اس کینسر کا ایک بہت بڑا cause ہے جو ہمیں post 80s era کی بات کر لیں کہ اس نے ہماری ہر sport کو اتنا affect کر دیا کہ آپ اس بارے میں سوچ نہیں سکتے۔ اس کے علاوہ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم میں اس کے لیے بہت dedication ہے کہ آپ کو بتا نہیں سکتا کہ پندرہ پندرہ سال کے لڑکے اپنی education and future stake پر لگا کر بارہ بارہ گھنٹے grounds میں جا کر محنت کرتے ہیں اور تب وہ یہ چیز realize نہیں کرتے کیونکہ ان میں بہت passion ہوتا ہے۔ ہمارے پاس اس طرح کی کافی examples موجود ہیں، آپ جہانگیر خان کو دیکھ لیں وہ on the world level for fourteen years squash champion رہے۔ اس کے علاوہ میں آپ کو اپنے علاقے کے ساتھ علاقے کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے کے بالکل ساتھ ہی علاقے

کا اسلم خان 1960s کا60 meters hurdles Asian Champion ہے اور وہ اس طرح champion بنا کہ وہ روز اپنے سکول ننگے پاؤں بھاگ کرآتا تھا۔ اس نے گلیوں سے اٹھ کر جا کر Asian gold medalist بنا۔ اس کے بعد میں1964 Athens Olympic میں نصیر بندہ کا وہ آخری گول کیسے بھول سکتا ہوں جو انہوں نے انڈیا کے خلاف آخری منٹ میں کیا اور ہم اس میں gold medalist بنے تھے۔

میڈم سپیکر! اس کے بعد میں terrorism کی بات کروں گا کہ over the period of time ہم دیکھتے آرہے ہیں، آپ اسے generation gap بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اب لوگ گلیوں میں اور کھلی جگہوں پر آکر کھیلنا چھوڑ گئے ہیں کیونکہ میرے خیال میں لوگ اپنے بچوں کو باہر بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ وہ root causes ہیں جو international community میں ایکimpression دیتے ہیں کہ اِدھر تو اب sport کا کوئی trend ہی نہیں رہا۔ حکومت کو چاہیے اور جیسے یاسر صاحب نے بات کی ہے کہ پاک چین اور پاک ترکی تعلقات کے ذریعے اور آپ کو معلوم ہے کہ چین نے ابھیOlympic اور دوسرے بڑے بڑے events کروائے ہیں تو ہم ان سے sport sector میں بھی مدد لے سکتے ہیں اور اس میں بہت زیادہ improvement کر سکتے ہیں۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ جب تک ہم domestic cricket کو develop نہیں کریں گے تو میرے خیال میں ہم کبھی بھی international community کو وہ impression نہ دیں سکیں کہ ہماری cricket اتنی strong ہے، ہم individually international players کو onboard لا سکتے ہیں۔ انہیں لے کر آئیں اور انہیں بتائیں کہ ہم انہیں security protection دیتے ہیں، اگر political will ہو تو اس کو کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ بدقسمتی سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر یہ چیز کچھ عرصہ مزید چلی تو ہمارے ملک سے sport بالکل ختم ہو جائے گی اور پاکستان جیسے ملک کے لیے بہت زیادہ شرمناک بات ہو گی کیونکہ ہم نے ہر sport میں اپنا لوہا منوایا ہوا ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم راجیش صاحب۔

جناب راجیش کمار: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution کو لانے کا مقصد یہ تھا کیونکہ ایوان میں بہت سے معاملات پر بات ہو چکی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان ایک multi social cultural country ہے جو ہر field کے لحاظ سےجانا جاتا ہے۔ Sport, industries, technologies سے لے کر ہر field میں پاکستان آگے ہے۔ جہاں تک کسی ملک کی economy کا سوال ہوتا ہے تو اس کی economy industries, technologies and sports پر depend کرتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں کرکٹ کتنی آگے ہے، انڈیا زیادہ کمائی کرکٹ سے کرتا ہے، وہاں کی champions league کے کتنے پیسے آتے ہیں۔ 2009 میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملہ ہوا تو اس کے بعد ہمارے ملک میں کوئی بھی international team کھیلنے کے لیے نہیں آتی۔ اس وجہ سے ہماری ٹیم کے کھلاڑیوں کو زیادہ کھیلنے کا موقع نہیں مل رہا، ان کا profession ہی یہی ہے اور جب کبھی وہ کہیں کھیلنے کے لیے جاتے ہیں تو ان کا نام match fixing وغیرہ میں آجاتا ہے۔ اس ملک میں کرکٹ کو restore کیسے کیا جائے؟ اس کے لیے suggestions کیا ہونی چاہییں؟ اس کے لیے یہ ہے کہ ہماری حکومت کو اس issue کو سمجھنا چاہیے، PCB سے مل کر ایسا حل ڈھونڈنا چاہیے اور تاکہ ICC کو یہ یقین دلایا جائے کہ جو بھی ممالک پاکستان میں کرکٹ کھیلنے کے لیے آئیں گے، انہیں مکمل security فراہم کی جائے گی اور securityکے خدشات کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس کے لیے PCB and Government کچھprivate security بھی حاصل کریں۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ دوسری چیز یہ ہے کہ ہر ادارے کو سنبھالنے کے لیے ایک expertآدمی ہوناچاہیے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ہاں کوئی senior playerپاکستان کرکٹ بورڈکا چیئرمین نہیں ہے، اس وقت موجودہ چیئرمین نجم سیٹھی صاحب کی کرکٹ میں اتنی expertise نہیں ہیں۔ جب اس طرح کا آدمی کسی ادارے میں آئے گا تو وہ کیسے ادارے کو چلا سکے گا؟ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ جب کسی ملک میں امن ہو گا تودوسرے ممالک کے لوگ تبھی وہاں کھیلنے کے لیے آئیں گے۔ پاکستان میں کرکٹ کے بارے میں کتنا جنون پایا جاتا ہے۔ ہماری کرکٹ کی تاریخ میں بہت اچھے اچھے کھلاڑی رہے ہیں، آپ وسیم اکرم کی مثال لے لیں، انہوں نے سب سے پہلے پانچ سو وکٹیں حاصل کیں۔ اگر ہماری کرکٹ کا یہی حال رہا تو میں نہیں سمجھتا کہ ہماری کرکٹ groom کر سکے گی۔ اس لیے اس resolution کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ حکومتِ پاکستان کو کرکٹ کو بحال کرناچاہیے او راس کے لیے immediately steps اٹھانے چاہییں تاکہ دوسرے ممالک کی ٹیمیں یہاں کھیلنے کے لیے آئیں۔ ہم دوسرے ممالک کو نہ سہی اپنے پڑوسی ممالک جیسے بنگلہ دیش وغیرہ کو security فراہم کر سکتے ہیں۔ ہم دوسرے ممالک کے وفود کو تو security فراہم کرتے ہیں تو کیا ان پندرہ بیس آدمیوں کو security فراہم نہیں کر سکتے؟ سب کچھ ہو سکتا ہے، there is nothing impossible in this world لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ steps لینے پڑیں گے اور اس کے لیے sincere ہونا پڑے گا، security کے مسئلے

کو حل کرنا پڑے گا۔ میری ایوان سے درخواست ہے کہ برائے مہربانی اس resolution کو discuss کیا جائے اور اسے سمجھا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم جنید اشرف صاحب۔

جناب جنید اشرف: شکریہ، میڈم سپیکر! کرکٹ ایک ایسا کھیل ہے جو پاکستان میں بہت شوق سے کھیلا جاتا ہے۔ ہمارے ملک سے تقریباً تمام کھیل ختم ہو چکے ہیں۔ میرا point یہ ہے کہ اگر دوسرے ممالک یہاں کھیلنے کے لیے نہیں آرہے تو ہمیں especially one on one series نہیں کھیلنی چاہیے بے شک آپ بڑے tournaments میں ضرور حصہ لیں لیکن one on one series وغیرہ جس کے لیے کبھی آپ دبئی، ابوظہبی وغیرہ کو hometown بناتے ہیں، اس سے میرے خیال میں ایک تو ہماری ego بھی hurt ہوتی ہے کہ لوگ ہمارے ہاں کھیلنے کے لیے نہیں آرہے اور ہم کبھی کسی ملک کو اپنا hometown بنا رہے ہیں اور کبھی کسی ملک کو اپنا hometown بنا لیتے ہیں۔ اس لیے آپ one on one series نہ کھیلیں۔ پاکستان کی کرکٹ ٹیم جیسے بھی ہے لیکن اس کی credibility ہے اور دوسرے ممالک کو ضرورت ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ کرکٹ کھیلیں کیونکہ اچھی ٹیمیں کتنی ہیں؟ صرف پانچ چھ ہی ہیں باقی زمبابوے، بنگلہ دیش وغیرہ کے ساتھ تو as such competition ہی نہیں ہے۔ اس لیے پاکستان کو چاہیے کہ وہ بھی one on one series کا boycott کرے، یہاں security اتنی بھی خراب نہیں ہیں، اگر آپ strong will power دکھائیں تو یہاں ٹیمیں کھیلنے کے لیے آ سکتی ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم یاسر عباس صاحب۔

Mr. Yasir Abbas: Thank you Madam Speaker. I strongly endorse this resolution.

پاکستان کی نوجوان نسل کا کرکٹ سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ کچھ لوگ اسے کھیلتے ہیں، کچھ لوگ صرف دیکھنے کی حد تک اور کچھ لوگ اسے as a sport, as a hobby یہ پسند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں extremism کی wave کو ختم کرنے کے لیے بھی sports سب سے اہم ہیں اور کرکٹ اس کے لیے ایک بہت اچھا tool ثابت ہو سکتا ہے،ہم اس چیز کو کرکٹ سے بہت آگے لے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں domestic cricket کو ٹھیک کرنے کی بہت ضرورت ہےand at the same time کیونکہ یہاں international cricket کی بات کی گئی ہے تو اس حوالے سے پاکستان کو اول تو international community کو convince کرنا چاہیے کہ پاکستان کو international level پر isolate کرنے کی جوکوشش کی جارہی ہے اور جس طرح لاہور میں سری لنکن ٹیم پر حملہ ہوا تھا،it was a very coordinated attempt اور پاکستان کرکٹ کا جو رہا سہا ڈھانچہ تھا، اسے بھی ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن fortunately, we actually covered it up, ہم نے prove کیا ہے کہ ہم کرکٹ میں کوئیlacking نہیں دکھارہے۔ اس کے بعد ہم نے 20 twenty world cup بھی جیتا اور ہم کچھ اہم series بھی جیتے۔ اس لیے پاکستان کو isolate کرکے پاکستانی کرکٹ کو ختم کرنا ایک weak concept ہے۔ پاکستان کو ایک cricket diplomacy شروع کرنی چاہیے اور انڈیا کو ادھر پاکستان میں آنے کے لیے convince کرنا چاہیے۔ اس سے ہمارے relations بہتر ہوں گے کیونکہ پاکستان انڈیا سیریز پوری دنیا میں دیکھی جاتی ہے۔ اس سے دونوں طرف کے لوگوں کے لیے ایک اچھی entertainment بھی ملے گی اور at the same time یہ دونوں ممالک کو قریب بھی لے آئی گی۔ لہٰذا پاکستان کو effort کرنی چاہیے کہ کسی طرح اپنے neighbouring countries کو convince کرے۔ You should even play with Afghanistan. یہ matter نہیں کرتا کہ ایک آپ ایک strong team کے ساتھ کھیل رہے ہیں، آپ ایک اچھا gesture show کرکے افغانستان کے ساتھ بھی سیریز رکھ سکتے ہیں۔ Try to convince them to come here, if possible, you can go there as well. اس سے آپ کے regional dynamics بھی بڑھ جائیں۔ But on the other hand cricket should not be politicized, that I believe. اس حوالے سے پاکستان کا ICC بہت biased attitude ہے، that is Indian oriented. کیونکہ اس کی main source of funding and financial backing, that is, from India, means BCCI. آپ دیکھیں پچھلے دنوں ICC نے کچھ policies بنائی تھیں، نئے events کے لیے اور day light matches کے لیے انہوں نے ایک فارمولا بھی بنایا تھا لیکن جب Indian lobbies نے اس کو support نہیں کیا تو وہ کامیاب نہیں ہوا۔ DRS system India steadfastly کو دوسرے ممالک میں functional ہونے نہیں دیتا because they don't like it. لہٰذا اس طرح کا ICC attitude سے ختم ہونا چاہیے and ICC should be neutralized and in a way that اس کی body or structure جو ہونا چاہیے that has to do more with the cricket rather than lobbying or politics. So, I believe that it is a time that ICC should act. یہ ٹھیک ہے کہ پاکستان کی جو situation ہے، یعنی bomb blast وغیرہ ہو رہے تھے اور میرے خیال میں کسی ملک نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کا ملک completely security proof. انڈیا میں بھی کچھ بھی ہو سکتا۔ Even countries like America are not saved these days. ہر جگہ کچھ نہ ہو ہی جاتا مثلاً shooting وغیرہ تو ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ you should mark a full stop on the cricketing history of a company, that is rich with potential. جنہوں نے ایسے ایسے stars produce کیے جو دنیائے کرکٹ

میں جانے جاتے ہیں۔ چاہے عمران خان ہو، وسیم اکرم ہو، حنیف محمد ہو، ظہیر عباس جو ایشین بریڈمین ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کے ہوتے ہوئے international community کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم نے پاکستان کو isolate نہیں کرنا چاہیے اور اس حوالے پاکستان کا PCB and at the same time Government اپنا interest لے کر اس چیز کو آگے لے جائیں اور دیگر ممالک کو convince کریں تو I don't believe that Pakistan میں باہر سے teams نہیں آئیں گی، پاکستان میں teams آئیں گی اور انشاء اللہ بہت جلد آئیں گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم کاشف صاحب۔

Mr. Muhammad Kashif Khan Khichi: Thank you Madam Speaker. First of all I would like to thank Raja Hassan Khan who moved forward this resolution in the House.

یہ بہت ہی important resolution ہے میڈم سپیکر! اور میرے ساتھی جناب یاسر عباس نے بہت کچھ اچھا اس پر بولا ہے اور میں اس میں یہ کہوں گا کہ جو افسوسناک واقعہ ہوا سری لنکن ٹیم پر لاہور میں اس کا پاکستان کا image خراب کرنے میں بڑا کردار ہے لیکن یہ کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے کہ آپ اس کو ملک میں کرکٹ کو فروغ دینے میں رکاوٹ سمجھیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کو ایک بہت بڑی رکاوٹ بنایا گیا ہے اور at the same time میں پچھلے دنوں سیکرٹری داخلہ سے ملا تھا اور ہم نے یہی point raise کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم جتنے بھی stakeholders یا دیگر ادارے کے لوگ ہیں ان کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں تاکہ کسی بھی جگہ پر جو security threats ہیں ان کو recover کیا جا سکے۔ اسی طرح کرکٹ میں law and order سے relevant جو بھی threats ہیں اس کو recover کرنے کی حکومت کوشش کر رہی ہے۔ ,At the same time جہاں تک کرکٹ کو فروغ دینے کی بات ہے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ڈسٹرکٹ کی سطح پر، ڈویژن کی سطح پر اور صوبائی سطح پر ایک framework بنانے کی ضرورت ہے کہ وہ وہاں پر اپنے چھوٹے چھوٹے playgrounds بنائیں تاکہ وہاں سے talented players کو لیا جا سکے تاکہ پاکستان میں نہ صرف کرکٹ بلکہ فٹ بال اور دیگر جتنے بھی کھیل ہیں تمام کو فروغ دیا جا سکے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو پاکستان کیforeign policy میں ایک preference دی جائے تاکہ جس طرح ہم cricket diplomacy India کے ساتھ کرتے ہیں اسی طرح سے over the world ہم کرکٹ اور دوسرے کھیلوں کو اپنے national interest کے استعمال کریں۔

اس کے علاوہ میڈم سپیکر! اس سے ہم economic interest بھی حاصل کر سکتے ہیں، جس طرح انڈیا IPL اور دیگر leagues جو کام کر رہی ہیں، اسی طرح پاکستان کو بھی چاہیے اور PCB کو بھی چاہیے کہ وہ اس پر comprehensive work کرے اور ہر میدان میں لوگوں کو ایک اچھی تفریح فراہم دیں۔ اس سے پاکستان پر جو لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ پاکستان میں امن و امان ٹھیک نہیں ہے اس کو بھی tackle کیا جا سکے گا اور ہم دنیا میں ایک اچھا پیغام دے سکیں گے۔ لہٰذا میں ان کی resolution کو endorse کرتا ہوں اور اس میں جو میں نے recommendations دی ہیں، میں یہ چاہوں گا کہ PILDAT کی وساطت سے وزارت کھیل اور وزارت خارجہ تک یہ recommendations پہنچائی جائیں تاکہ ان کو preference دے کر ہم ملک کے وقار کو بہتر بنا سکیں اور دیگر ممالک کے ساتھ relationship کو بھی strong کر سکیں تاکہ ہم ہر میدان میں ترقی کر سکیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now, I put the resolution to the House moved by Raja M. Hasan Khan and Mr. Rajesh Kumar Mahraj that this House is of the opinion that PCB with the help of Government of Pakistan should take effective steps to restore the international cricket in Pakistan and assure international teams of adequate security measures.

(The Motion was carried)

Madam Deputy Speaker: Resolution is adopted. Now item No.6, Mr. Hazrat Wali Kakar, Mr. Matiullah Tareen, Miss Nabila Jaffer and Mr. Inamullah Marwat would like to move the resolution.

Miss Nabila Jaffer: Thank you Madam Speaker. This House is of the opinion that the recent incident of capturing of alleged Al-Qaeda members from the Punjab University's Hostel No.1 had shocked the nation. Therefore, Government should take action against such alarming issues and shall bring all those to court who found involved by sheltering the alleged Al-Qaeda members in the University hostel and make ensure that educational institutions should be free from these kinds of elements.

میڈم سپیکر! یہ ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے اور یہ ایک انتہائی alarming issue ہے کہ یونیورسٹی کے ہاسٹل سے terrorist groups کے ارکان capture کیے جاتے ہیں۔ اس resolution کے لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس چیز کو sensitize کیا جائے کہ جس طرح سے ہم نے terrorism کو confine کیا ہوا ہے فاٹا کے علاقے تک یا peripheries کے جتنے بھی areas ہیں پاکستان میں، ہم کہتے ہیں کہ یہ شاید terrorists کے لیے safe heavens ہیں۔ اگر اس طرح کے incidents ہمارے settled areas میں یا ہمارے شہروں میں ہوتے ہیں یا ان علاقوں میں اس طرح elements ہیں تو میرے خیال میں اس پر ہم سب کو نظرثانی کرنی چاہیے۔ پاکستان کے تمام stakeholders

کو اس چیز کو serious لینا چاہیے کہ جس طرح سے ہم لوگ پہلے بھگت چکے ہیں یعنی war against terrorism ہم پچھلے دس سالوں سے بھگت رہے ہیں اور پاکستان dragging feet پر ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہی تھی یہ معاملہ نہ صرف پنجاب یونیورسٹی کا ہے بلکہ جتنے بھی اور دوسرے بڑے تعلیمی ادارے ہیں وہاں پر بھی حکومت کو تھوڑی سی strict searching and policing کرنی چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ کہیں اور اس قسم کے elements تو نہیں پائے جاتے کیونکہ اس طرح کے جو groups ہوتے ہیں یا اس طرح کے جو members ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنا support level بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں students or youth easily target کیے جا سکتے ہیں کیونکہ youth جذباتی ہوتے ہیں، ان کے خیالات مختلف ہوتے ہیں اور جس condition میں بھی پاکستان چل رہا ہے، جیسے کہ ہم بہت زیادہ issues پر پچھلے اجلاس میں بات کر چکے ہیں جیسے یہاں پر unemployment ہے، یہاں پر illiteracy ہے، یہاں پر civic education نہیں ہے، یہاں پر لوگ civilized نہیں ہیں، لوگوں کو lack of information ہے، لوگوں کے پاس lack of resources ہیں، lack of opportunity ہے، اگر اس طرح کے مسائل ہیں اور ان مسائل کے ہوتے ہوئے ایسے elements بھی موجود ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پھر یہ elements ان لوگوں کو easily target کر سکتے ہیں، خاص طور پر ہماری educated youth کو بھی target کر سکتے ہیں۔ ہم تو ابھی یہ کہتے ہیں کہ فاٹا لوگ illiterate ہیں، بلوچستان کی peripheries میں لوگ illiterate ہیں، اس لیے وہاں پر poverty زیادہ ہے، اس لیے وہاں کے لوگ terrorist groups کے اثر میں جاتے ہیں لیکن ایسے تعلیمی ادارے وہ لاہور کے تعلیمی ادارے کے ہاسٹل سے لوگ پکڑے گئے ہیں تو حکومت کو اس پر strict action لینا چاہیے تاکہ ہماری youth اس کا target نہ بنے اور ہم اپنی youth کو اس چیز سے بچائیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم یاسر عباس صاحب۔

Mr. Yasir Abbas: Thank you Madam Speaker. Nabila Jaffer has highlighted a very important issue that has just erupted in Pakistan.

یعنی پنجاب یونیورسٹی سے کچھ students پکڑے گئے تھے جن کا alleged link القاعدہ کے ساتھ تھا۔ I am just wondering that how many Government sponsored universities are acting as safe heavens for the terrorists operating in Pakistan. یہ ایک ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی جو یونیورسٹیاں ہوتی ہیں ان میں کوئی check and balance نہیں ہوتا۔ میں کچھ یونیورسٹیوں میں مجھے خود جانے کا اتفاق ہوا ہے، وہاں پر یہی ہوتا ہےکہ وہاں پر اگر آپ کے پاس کوئی کمرہ ہے، then you can accommodate five more اور وہ پانچ لوگ القاعدہ کے رکن بھی ہو سکتے ہیں یا کسی بھیwithout even letting the administration know banned outfit or terrorist organization کے رکن ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جو rural areas میں ایک culture شروع ہوا ہے، اس سے پہلے لاہور میں ہی ایک اور واقعہ ہوا تھا جس میں law enforcement agencies actually mopped the communication network of Al-Qaeda جو پچھلے کئی سالوں سے operate کر رہی تھی اور ان کی تمام communication لاہور سے operate ہو رہی تھیں یعنی at the heart of Punjab. So it is an ironical that how we are fighting war against terrorism when they are sitting in the areas جہاں پر strategies بدل جاتی ہیں، جہاں پر ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ at least یہ چیز war نہیں ہے۔ Miss Nabila Jaffer rightly said that ہم نے terrorism کو صرف فاٹا، پشاور اور بلوچستان کے کچھ علاقوں تک محدود کرکے رکھا ہوا ہے جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ Terrorists ہر جگہ پر ہیں، وہ اسلام آباد میں بھی ہیں۔ اس سے پہلے تو یہ concept تھا کہ جس کی لمبی ڈاڑھی ہوتی تھی، جس کے لمبے بال ہوتے تھے، جو ٹوپی پہنتا تھا، وہ terrorist ہوتا تھا لیکن اب terrorism has taken a new form. اس کے مطابق یہ ہے کہ وہاں پر white collar terrorists بھی ہیں، clean shaved terrorists بھی ہیں۔ آج کلtuxedo wearing terrorists بھی ہیں۔ آپ ان کو identify نہیں کر سکتے۔ So, it is very easy for them to sit in areas like Islamabad جہاں پر ان کا lifestyle آپ کے lifestyle سے بالکل match کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ القاعدہ کی strategy سب سے کامیاب strategy ہے کہ وہ لوگ settled areas میں بیٹھ کر operate کرتے ہیں جہاں پر لوگوں کو کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔

اب میں solutions کی طرف آنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے ہمیں visa scrutinization کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے یہ ہے کہ I believe that the Pakistan's Visa Policy is fragile. So through normal referencing, if you can bribe someone, you can easily get the visa. کچھ embassies میں یہ صورتحال ہے۔ آپ اگر پاکستان کے لیے apply کرنا چاہتے ہیں تو آپ timely visa or urgent visa کے لیے non-diplomatic channels اپناتے ہیں جس میں through proper agents جن کی اپنی lobbying ہوتی ہے، ان کے ذریعے آپ visa لیتے ہیں، ان کی کوئی intelligence scrutiny نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کیا ہوتا ہے کہ جو لوگ ہوتے ہیں ان کے پاس easy access ہوتا ہے پاکستان میں داخل ہونے کے لیے۔ اول تو یہ ہے کہ ہماری بارڈرز ہی کھلے ہوئے ہیں افغانستان کی طرف سے یا وسطی ایشیا کی طرف سے اور وہاں سے لوگ آسانی پاکستان میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن ہمارا

جو normal rate ہے Air Link اور دیگر ذرائع سے جن کے ذریعے لوگ پاکستان آ رہے ہیں، ان کے ویزا اور کسٹم وغیرہ میں ان کو scrutinize کرنے کی ضرورت ہے اور پھر اس کے ساتھ intelligence coordination کی بھی ضرورت ہے۔ This is alarming that in our settled areas, there are terrorists operating. اس لیے ہماری intelligence agencies میں سب سے زیادہ coordination کی ضرورت ہے ان کو nab کرنے کے لیے، چاہے وہ لاہور میں operate کر رہے ہیں، کراچی میں کر رہے ہیں یا کسی بھی جگہ پر کر رہے ہیں، اگر ہم rural areas سے یا settled areas سے ان clear کر دیں تو ہم ایک area specific کو identify کر سکتے ہیں اور ہم war against terrorism میں آگے بڑھ سکتے ہیں جہاں پر ہمیں یہ پتا ہوگا کہ ہاں یہاں پر صرف terrorists ہیں۔ پاکستان میں ابھی تک ایسی کوئی جگہ declared نہیں ہے۔ Terrorists اسلام آباد میں بھی ہیں، کراچی میں بھی ہیں، لاہور میں بھی ہیں اور ملتان میں بھی ہیں، اس لیے ہمیں mutual intelligence coordination and operation کے through اس چیز کو یہاں سے ختم کرنا ہوگا اور آگے ہمیں ان کو اس علاقے تک محدود کرنا ہوگا جہاں سے یہ شروع ہوئے تھے اور وہاں سے بھی اس کو ختم کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم کاشف صاحب۔

Mr. Muhammad Kashif Khan Khichi: Thank you madam Speaker. First of all I would endorse this resolution.

میڈم سپیکر! IPRI کی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب کے 15 اضلاع ایسے ہیں جہاں پر چھوٹے چھوٹے terrorist groups کام کر رہے ہیں اور یہ ایک بہت ہی افسوس ناک بات ہے کہ پاکستان میں جو urban terrorism کو فروغ دیا گیا ہے اس کی سب بڑی وجہ یہ ہے کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس لوگ جن کو TTP support کر رہی ہے اور وہ ضلعوں میں urban terrorism کو فروغ دے رہے ہیں۔ پاکستان میں اس کے through TTP کی ایک بہت بڑی conspiracy ہے جس کے تحت پاکستان میں urban terrorism وجود میں آیا ہے اور پاکستان میں law and order کو خراب کرنے کی ایک بہت بڑی منظم سازش ہے اور اس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں اور یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے۔ جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ صرف قبائلی علاقوں کو ہی ہم blame کرتے ہیں۔ ان کی بات درست ہے۔ ابھی پچھلے کچھ سالوں میں پنجاب میں، جن میں میاں چنوں، قصور، ملتان، تحصیل میلسی، لاہور اور اس طرح کے اور بہت سارے ایسے ضلعے اور تحصیل ہیں جہاں پر اس طرح کی activities اور اس طرح کے لوگ involve ہیں۔ اس میں جنوبی پنجاب بہت زیادہ involve ہے اور لاہور میں نہ صرف پنجاب یونیورسٹی ہے بلکہ اس طرح کے پنجاب میں اور بھی ایسی کالجز اور ادارے ہیں جہاں پر یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ جب میں یونیورسٹی میں تھا تو وہاں پر بھی جب ہماری terrorism پر debate ہوتی تھی تو کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اس کو support کرتے تھے، جو Talibanization کو support کرتے تھے، جو TTP کے stance کو support کرتے تھے۔ افسوس کا عالم یہ ہے کہ پاکستان میںeducated لوگوں کا stance یہ ہے۔ جب وہ اس طرح بات کریں گے تو پھر کس طرح سے urban terrorism فروغ نہیں پائے گی۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے جو پڑھے لکھے نوجوان ہیں وہ اپنے دماغ کو استعمال نہیں کرتے، انہوں نے جو تعلیم حاصل کی ہوتی ہے، اس کو وہ sideline کر دیتے ہیں اور extremist elements کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ یہ out of mind بات ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ہمارے نوجوان کیا کر رہے ہیں۔ ان کو law and order بہتر بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی بجائے وہ اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ یاسر نے یہاں پر بات کی کہ visa scrutiny کی ضرورت ہے اور پاکستان میں terrorism کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں intelligence coordination نہیں پایا جاتا۔ پاکستان میں اگر کسی جگہ پر دھماکا ہوتا یا کسی جگہ پر فائرنگ ہوتی ہے یا کسی جگہ پر کوئی street crime ہوتا ہے تو وہاں پر ہم rangers کو بلاتے ہیں، وہاں پر ہم فوج کو طلب کرتے ہیں۔ یہی ہمارا سب سے بڑا المیہ ہے کہ آج ہم law and order کو بہتر بنانے میں ناکام ہوئے ہیں۔ میں کل National Security Policy جس میں میں نے یہ واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہمیں intelligence coordination کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور visa scrutiny کی ہماری recommendation کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ میں نے اس میں یہ بھی recommendation دی ہے کہ نہ صرف intelligence cooperation بلکہ ہمیں ہر جگہ پر آرمی، ISI, IB کو نہیں بلانا چاہیے بلکہ ہمیں اپنے secret institutions کو اتنا empower کرنا چاہیے، ان کو اتنی training دینی چاہیے کہ وہ خود intelligence جیسا کام کریں اور کسی جگہ پر فوج یا Rangers کو نہیں بلانا چاہیے بلکہ وہاں پر پولیس کو کام کرنا چاہیے۔ اگر پاکستان میں پولیس اچھا کام کرے گی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں terrorism کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ میں ان کی resolution کو endorse کرتا ہوں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now I put the resolution to the House moved by Mr. Hazrat Wali Kakar, Mr. Matiullah Tareen, Miss Nabila Jaffer and Mr. Inamullah Marwat.

(The Motion was carried.)

Madam Deputy Speaker: The Resolution is adopted. Miss Hira Mumtaz and Mr. Amin Ismaili would like to move resolution.

Miss Hira Mumtaz: Thank you honourable Speaker. This House is of the opinion that Pakistan should pursue a full-blown trade relaxation agreement with India. Clearing away obstacles such as elaborate customs procedures, difficult visa regimes and restrictions on foreign investment could boost trade to billions a year. It would further help foster growth in the two countries whose lack of openness to each other hinders economic advancement.

Honourable Speaker, regional trade of which India is a key component has to be seen in the context of Pakistan's economic development. Pakistan's growth objectives are such that it needs an economic growth of 7% in the next four decades, one point higher than what Pakistan is achieved in the previous decades to be able to double its GDP. Now sustainable growth doubles GDP every ten years if the growth rate remains 7% in the next four decades and this would result in substantially improving living standard within a generation and the important part now is that Pakistan need a source of growth, that is, geographically balanced and thus can be sustained politically.

Ladies and Gentlemen! Seen in this context, the trade of Pakistan with India, Pakistan and India being the two largest South Asian Economies, is not encouraging. In 2009, the combined worldwide trade for Pakistan and India, rounded up to about 462 billion whereas bilateral trade was only 1.7 billion dollars. Now, trade relations have been very difficult with India in the past because both sides view each other through geo-political lens with this outlook needs to change. Pakistan needs to realize that India is increasingly integrated with the world economy that can have major spillover effects on Pakistan. The question now is how to take advantage of India's growing economic capability. Now in order to trade flows to realize their full potential, investment flows must be on the normalization agenda. An influx of investment will be good news for Pakistan as it currently needs capital inflows for higher growth. India being right next door could be very beneficial in this regard. India has an impressive network of agricultural research which Pakistan can tap into its skill workers and technology which Pakistan can make use of to improve international competitiveness of Pakistani forums. Now, the biggest non-tariff barrier in trade flows is, of course, poor trade logistics and visa restrictions other than the usual anti-dumping policies, etc. which will have to be revisited if trade is to take place on a meaningful skill. Now, I would like to discuss a few gainers in Pakistan from liberalizing trade with India. The first one is Pakistani consumers who will be much better off as seasonal price hikes will be brought under control via access to a much larger market. Cost of most consumer products will fall and variety available will increase. This will help moderate inflation that negatively affects and mostly affects the poor disproportionately and contributes to political instability.

Secondly, we have the farmers, who will benefit from exchanges and technical know how which can easily be conveyed across the long common border. We have small manufacturers, who will be able to have arrangements with the larger Indian manufacturers which will help increase their efficiency. Pakistan's Industrial cluster of small manufacturers in Sialkot, Gujranwala, Gujrat, Faisalabad and Hyderabad will be the chief beneficiaries of this for catering to the much larger South Asian market.

Thirdly, we have some large scale manufacturers who enjoy a lot of monopoly power in Pakistan market which is subsidized by the Government. Now, these manufacturers will be adversely affected by this trade but on the other hand much more dynamic producers will bring up, which will increase competitiveness boosting Pakistan's exports in the international market.

Lastly and most importantly, we have the Government which will be much better off because legalize trade will generate tax revenues which are now lost to smuggling and illegitimate trade.

Since we have so many potential benefits to revamp, we think that we should begin with trade liberalization and we should begin right now. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Mr. Amin Ismaili *sahib.*

جناب امین اسماعیلی: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر! میں کچھ facts پیش کرنا چاہوں گا کیونکہ بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ LoC کی tension وجہ سے اب trade وغیرہ ختم ہو جانی چاہیے اور اس سے ہمیں بہت نقصان ہو رہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ میں ایک important fact پیش کرنا چاہوں گا جو کہ recently سامنے آیا تھا کہ despite the LoC tension دونوں ممالک کی trade میں 21% increase آیا ہے۔ The bilateral trade between India and Pakistan is 2.4 billion dollars and last year that was 2.15 billion dollars. Similarly, Pakistani exports to India was grown by 28% and Indian exports grown by 19%. اس طرح لوگ کہتے ہیں

کہ جو tensions چل رہی ہیں دونوں ممالک کے درمیان ان سب کو ختم ہو جانا چاہیے، trade نہیں ہونی چاہیے بلکہ جنگ ہونی چاہیے لیکن ایسا نہیں ہوتا کیونکہ globalization and WTO کی وجہ سے یہ اب ایک compulsion ہے کسی بھی ملک کے لیے کہ وہ اپنے پڑوسی ملک کے ساتھ trade کریں کیونکہ اس کے بغیر economic gains نہیں حاصل ہو سکتے۔

میں یہاں پر جو دوسرا point raise کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اگر انڈیا کےساتھ trade میں relaxation ہوگی یا trade liberalization تو ادھر کی جو products Pakistan میں اس سے Pakistani business community کو کافی نقصان ہوگا۔ میں اس کو بھی غلط سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے custom revenue کافی زیادہ gain ہوگا۔ Obviously, جب یہ gain ہوگا تو اس سے ہماری exports کو فائدہ ہوگا اور اس سے ہمارے trade deficit میں کافی حد تک کمی ہوگی اور اس سے balance of payment میں ایک positive trend آئے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم جنید اشرف صاحب۔

جناب جنید اشرف: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس resolution میں بالکل ٹھیک بات کہی گئی ہے کہ ہمیں انڈیا کے ساتھ trade enhance کرنی چاہیے لیکن اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب بھی ہم انڈیا کے ساتھ trade کی بات کرتے ہیں تو انڈیا NTBs یعنی non-trade barriers کو بڑھا دیتا ہے۔ اس سے tariff دوسری طرف shift ہو جاتا ہے۔ اگر ہمیں trade کرنا ہی ہے انڈیا کے ساتھ تو ہمیں پھر ایک بہت ہی slow process کے ساتھ جانا پڑھے گا۔ آپ جب بھی کسی ملک کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو اس میں تین قسم کی lists ہوتی ہیں جن میں ایک sensitive list ہے، دوسری positive list ہے اور تیسری negative list ہوتی ہے۔ Sensitive list میں آپ شروع میں کچھ items رکھتے ہیں جن کی trade کرنی ہوتی ہے۔ Positive list میں وہ items ہوتے ہیں جو ہم بڑھاتے ہیں اور negative list میں صرف وہ items ہوتے ہیں جو ہم trade نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے انڈیا کے ساتھ trade کرنا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم sensitive list سے شروع کریں اور پھر دیکھیں کہ benefit ہو رہا ہے یا نہیں۔ کیا وہ لوگ NTBs ہٹا رہے ہیں یا نہیں ہٹا رہے ہیں یا ہم نقصان میں جا رہے ہیں۔ شکریہ۔

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! میں ایک point clear کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی محترم۔

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! جنید صاحب نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ جو دو lists ہیں یعنی ایک negative list اور دوسری positive list ہے، تو negative list میں basically 1209 items ہیں جو کہ un-tradable items ہیں جبکہ جو positive list میں 1956 tradable items ہیں۔ Issue یہ ہے کہ پچھلے سال دسمبر تک یہ chances تھے کہ پاکستان negative list مکمل طور پر نہیں لیکن تقریباً اس کو abolish کر دے گا لیکن انڈیا کے non-trade barriers کی وجہ سے وہ list ختم نہیں ہو سکی۔ لہٰذا ہم یہی توقع کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اگر اس وقت دونوں ممالک کی طرف سے non-trade barriers ختم ہو جائیں اور یہ negative list ختم ہو جائے تو اس سے کافی فائدہ ہوگا۔ اگر at least کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم negative list میں سے pharmaceutical items کی trade allowکر دیں کیونکہ اس کی وجہ سے ہمیں third channel سے کافی مہنگی pharmaceutical products import کرنی پڑتی ہے اور دونوں ممالک کی عوام کو پریشانی ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم یاسر عباس صاحب۔

Mr. Yasir Abbas: Thank you Madam Speaker. Madam Speaker, I strongly endorse this resolution. I believe that,

کل بھی مانی شنکر صاحب جب آئے تھے تو ان سے بھی ہماری بات ہوئی تھی overall trade کے حوالے سے Pakistan's relations with India because India is an emerging power. There is no denying in that fact and اور at the same time Pakistan has huge potential to follow suit کہ پاکستان بھی اس چیز سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ Full blown trade policy ہونی چاہیے اور ضرور ہونی چاہیے but it should be based on equality. یہ نہیں کہ پاکستان again چین کی طرف جائے۔ جس طرح چین اور پاکستان کے economic relations ہیں اور پاکستان ایک consumer society بنی ہوئی ہے اور پاکستان کی economy and industry تباہ ہو رہی ہے اور at the same time چین کے لیے یہ ایک مارکیٹ بن گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ پاکستان بھی انڈیا کی اسی طرح ایک market بن جائے۔ ہمیں consumer societyنہیں بننا ہے۔ ہمیں trade based on equality چاہیے۔ اس کے کے لیے کیا کرنا ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں ہی اقدامات اٹھانے ہیں۔ انڈیا سے کوئی expectations نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں industrial capacity, quality of exports کو بہتر کرنا چاہیے۔ ہمیں market کو diversify کرنی ضرورت ہے۔ ہم پچھلے کئی دہائیوں سے بس وہی textile and cotton پر ہی لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں کچھ اور بھی دیکھنا چاہیے کیونکہ cotton and silk کی replacement چین بہترین طور پر دے رہا ہے۔ اس کے لیے پاکستان کو اپنی

to compete with India. کو حاصل کرنا پڑے گا industrial capacity and new markets innovative requirement کیونکہ آپ کی بھی ایک automobile industry ہے، آپ کی بھی ایک textile industry ہے، آپ کی بھی ایک mini-structural industry ہے اور انڈیا کی بھی اسی طرح کی industries ہیں تو مقابلہ تب ہوگا جب آپ standard of exports اچھے ہوں گے۔ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ پاکستان کو ضرور full blown trade policy with India اپنانی چاہیے because we need good relations with India to have a peaceful South Asia. اس لیے ہمیں چاہیے کہ نہ صرف ان کے ساتھ trade کریں بلکہ one to one dialogue and at the same time ہمارے diplomatic relations بھی ٹھیک ہونے چاہیں لیکن based on equality. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم دانش صاحب۔

جناب محمد دانش رضا: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس بات پر بڑی تفصیل میں discussion ہو چکی ہے۔ یاسر صاحب اور امین صاحب نے بڑے facts and figures کے ساتھ اس بات کو elaborate کیا ہے۔ میں صرف دو باتیں add کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری جتنی بھی trade ہو رہی ہے وہ through Dubai ہو رہی ہے۔ This amounts to three to ten billion dollars. The products go all the way to Dubai and then come back to Pakistan. اگر یہ Wagha-Attari border trade سے ہو تو یہ صرف ایک step کی دوری پر ہے۔ وہاں پر صرف اس چیز کی ضرورت ہے کہ وہاں پر ایک integrated check post لگانی ہے اور وہاں سے پھر easily trade ہو سکتی ہے۔

دوسری بات میں یہ add کرنا چاہوں گا کہ 2012 میں انڈیا اور پاکستان کے مابین کچھ agreements پر sign ہوئے تھے جو کہ customs operation mutual recognition of standard and grievances کو دور کرنے کے سلسلے میں تھے لیکن اسلام آباد کے کچھ issues تھے non-tariff barriers پر جس کی وجہ سے ان پر عمل درآمد نہیں ہوا اور اس کے علاوہ کچھ resistence تھی automobile and pharmaceutical companies کی طرف سے جس کی وجہ سے یہ چیز آگے نہیں بڑھ سکی۔

پھر میں recommendations میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ سب سے پہلے تو آپ واگہ اٹاری بارڈر پر ایک integrated check post بنائیں تاکہ یہ trade easily ہو سکے۔ آپ کے پاس ایک land route ہے تو آپ کو کیا ضرورت ہے کہ دور سے مال آئے اور three to ten billion dollars میں سے آپ کو کیا بچ رہا ہے، سارا تو دبئی کھا رہا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ دونوں ممالک ایک دوسرا کا فائدہ کریں اور mutual فائدہ کریں اور ایک اچھا relation قائم کریں۔

میری دوسری recommendation یہ ہے کہ ہماری کچھ جو انتہائی potential products ہیں، جو tradable products ہیں وہ یا تو negative list میں ہیں یا پھر ان پر جو tariff ہے وہ SAFTA والا apply نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا یا تو وہ SAFTA کے tariff پر ہو یا پھر اس کو negative list میں سے ہٹایا جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now, I put the resolution to the House moved by Miss Hira Mumtaz and Mr. Amin Ismaili that this House is of the opinion that Pakistan should pursue a full-blown trade relaxation agreement with India. Clearing away obstacles such as elaborate customs procedures, difficult visa regimes and restrictions on foreign investment could boost trade to billions a year. It would further help foster growth in the two countries whose lack of openness to each other hinders economic advancement.

(The Motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The Resolution is adopted. Now, the session is adjourned until 11:30 am.

(The Session was then adjourned to meet again at 11:30 am)

[The House was reassembled after a break with Madam Deputy Speaker (Aseela Shamim Haq in the Chair]

Madam Deputy Speaker: We are going to continue where we left off. Item No.8. I have a feeling that the House perhaps feels that I don't deserve to be sitting in this Chair. I would request, if the Opposition Leader feels so, I want to ask you whether or not he thinks, I should resign, so I would request him to come and say what he feels to all of the House. Before you start, let me just say something. I just feel that جس طرح اجلاس کی proceedings پہلے چل رہی تھیں، اسی طرح چلنی چاہییں۔ Let us just settle the differences. I

get the feeling that perhaps some people in the House don't feel that I deserve to sitting here and I just want to ask whether or not the Leader of the Opposition feels that I should resign or not? Yes, Leader of the Opposition.

Mr. Kashif Ali (Leader of the Opposition): Thank you Madam Speaker.

میرے خیال میں آج ایک بہت اچھا positive step لیا ہے کہ آپ نے realize کیا کہ پچھلے تین دنوں سے جو اس ایوان میں ہو رہا تھا وہ آپ کے نام پر ہو رہا تھا یا کسی بھی طریقے سے ہو رہا تھا تو the realization on your part, I think, is a positive thing. اب جہاں تک resignation کی بات ہے، the point is not you resigning, the point is your role in continuing the democratic process and I think you have played it. اس میں جہاں تک میری بات ہے، ہم بھی پہلے دن سے یہی کہہ رہے تھے کہ process چلتا رہے مگر یہاں پر اب بات آ گئی تھی کہ principle stand کون لے رہا ہے۔ کون غلط کو غلط سمجھ رہا ہے اور کون غلط کو صحیح سمجھ رہا ہے اور اس میں آپ نے جو role play کیا ہے وہ positive play کیا کہ آپ نے کم سے کم یہ زحمت کی کہ ہم سے پوچھا کہ کیا میں آپ کا confidence enjoy نہیں کرتی تو میں آپ کو آج یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ آج سے میرا confidence enjoy کریں گی۔ میڈم سپیکر! انگریزی میں وہ ہے جو قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ the realization is virtue. اگر آپ دل میں realize کرتے ہیں کہ وہ عبادت ہے تو this realization that the House is getting disrupted on your name, I think, is a sort of a victory for everyone who feels that it is getting disrupted on your name. اور آپ نے جو realize کیا یہ ہمارے لیے بہت important ہے۔ جہاں تک democratic process کی بات ہے، میں پہلے دن سے کہتا رہا ہوں کہ ہم اس کو چلنے دیں گے، ہمیشہ چلنے دیتے ہیں مگر اس مرتبہ تھوڑی بات principles کی آ گئی تھی اور میں بھی معذرت چاہتا ہوں کہ اگر میرے end پر کچھ ایسا ہوا کہ اس نے جس طریقے سے House کی proceedings کو disrupt کیا، اس پر میں بھی معذرت چاہتا ہوں مگر کیونکہ ہر بندہ جنہوں نے ہمیں joint کیا، یہ گرین یا بلیو پارٹی کی بات نہیں تھی، یہ ان لوگوں کی بات تھی جنہوں نے سمجھا کہ آپ کو کچھ stand لینا چاہیے تھا اور اگر آج آپ نے realize کر لیا کہ مجھے stand لینا چاہیے اور آپ نے وہ stand لیا تو میں آپ کو assure کرتا ہوں کہ ہم سب اس سے خوش ہیں اور آج
on the 5th day of this batch you will be going as a Deputy Speaker of the 60 members sitting on this boat, not as a Deputy Speaker of the 60 people sitting here under whose supervision you continued the proceedings although it was not under the rules and regulations.

لیکن ہم آپ کو assure کرتے ہیں کہ آج سے آپ ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کیوں کہ یہ Blue یا Green party کی بات نہیں تھی، یہ بات principles کی تھی تو اب reconcile کرنے کے لیے differences ختم کرنا ہوں گے۔ اب اگر اور بھی کچھ لوگ بولنا چاہتے ہیں تو آپ ان کو بھی موقع دیں تاکہ ہم ایک اچھے positive note پر جائیں۔ میں پھر appreciate کروں گا کہ آپ نے جو positive note پر initiative لیا وہ کافی اچھا تھا۔ ہم نے بھی initiative لیا، ہم wait کر رہے تھے کہ ہم principles پر compromise نہیں کریں گے اگر کوئی اور initiative لینا چاہتا ہے تو وہ لے لے۔میں ان سب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے join کیا اور آئے۔ آپ دیکھیں!اس بات سے غلط مطلب نہیں لینا چاہیے۔ اس میں کوئی politics نہیں ہوئی، یہ تو سیدھی سیدھی بات ہو رہی تھی کہ ہم ایک غلط چیز کو غلط سمجھ رہے ہیں، اگر کوئی بول دیتا ہے تو چاہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے، ٹھیک ہے آپ اس demand کو غلط سمجھ رہے ہوں گے لیکن at least آپ نے یہ سمجھا کہ ستائیس بندے باہر کھڑے ہو رہے ہیں، وہ میجارٹی میں ہیں،وہ آپ کے نام پر کھڑے ہو رہے ہیں اور آپ نے اس چیز کو realize کیا کہ اگر وہ کہیں گے تو میں resign کر دوں گی۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہماری achievement ہے اور اسی لیے ہم آپ کو ensure کرتے ہیں کہ you enjoy the confidence اور اب differences کو reconcile کرنے کے لیے آپ ایک positive note پر جائیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ جب ہم جائیں تو اچھے note پر جائیں۔ اس پر Leader of the House بھی اس پر اپنا اظہار خیال کریں، مطیع اللہ اور انعم کو بھی بولنے کی اجازت دی جائے تاکہ ان کی بھی کچھ contribution ہو جائے اور سارے differences کو positive note پر reconcile ہونے کے لیے راستہ دیا جائے۔شکریہ۔

Madam Speaker: Thank you Mr. Kashif. The entire House really appreciates what you have done here and what you have said. Yes, Mohterim Leader of the House.

رانا فیصل حیات (قائد ایوان): شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے خیال میں آج democracy کا بہت اہم دن ہے، اس ہاؤس کے لیے بھی بڑا خوش آئند دن ہے۔ آپ نے جو resignation کی offer دی ہے اس نے بھی اس ہاؤس کو اکٹھا کر دیا ہے۔ آپ نے بہت اچھی offer دی اور دوسرا Opposition Leader نے جو بڑے پن کا مظاہرہ کیا ہے اس کی وجہ سے بھی ہاؤس اکٹھا ہو گیا ہے، میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ ماضی میں جو تلخیاں رہی ہیں، غلطیاں ہوتی رہی ہیں، ہماری طرف سے کوئی غلطی ہوئی ہے، میں ذاتی طور پر اس کے لیے سب سے

معافی چاہتا ہوں۔ ہمارے motif کا بھی end ہو رہا ہے اور آخری ڈیڑھ دن باقی ہے۔ میری بھی یہ خواہش کہ ہم اچھی یادیں لے کر، پچھلی تلخ یادوں کو بھلا کر اچھے نام اور notes لے کر یہاں سے جائیں اور ماضی میں جو بھی غلطیاں ہوتی رہی ہیں، وہ صحیح ہوتی رہی ہیں یا غلط اور سیاست کی نظر ہوتی رہی ہیں، جو بھی ہے، اب ہمیں آگے بڑھنا ہو گا اور میں اس ہاؤس سے بھی دوبارہ request کروں گا اور دوبارہ معذرت بھی کروں گا کہ ہم سب ایک ہو کر اچھے طریقے سے آگے چلیں۔
and I will once again thank the Leader of the Opposition for the good gesture. Thank you.

Madam Speaker: Does anyone wish to speak? Yes, Mohterim Mateeullah sahib.

جناب مطیع اللہ ترین: میڈم سپیکر! فارسی میں کہتے ہیں کہ 'دیر آید درست آید'۔ آپ کی resignation بے شک دیر سے آئی، ہم ڈیڑھ، دو، تین دن یا پورا سیشن اس پر برباد کر بیٹھے لیکن شاید یہ realization اور آپ کا یہ سوچنا اور سمجھنا کہ ہاؤس کا ٹائم برباد ہوا اور ہاؤس کے سامنے جو resolutions, Bills or policies آنی تھیں اس میں ہاؤس کا قیمتی ٹائم ضائع ہوا، اس پر آپ کی یہ realization ہم سب کے لیے کافی ہے and thank you so much for your realization, although it was late but was nice. آج آپ کی اس statement کے بعد ایک فرد، ایک گروپ، ایک اپوزیشن، ایک موومنٹ یا کسی چیز کی جیت نہیں ہوئی ہے، جیت democracy کی ہوئی ہے۔ آپ نے اس چیز کو democratically realize کیا ہے۔ شاید اس ہاؤس میں بیٹھے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک انا کی جنگ تھی، شاید کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ revenge کی جنگ تھی، شاید کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ personal gains کی جنگ تھی I assure everyone in this House that it was only and only a principle stand. ایک principle stand لیا گیاتھا اور اس principle stand لیا گیا تھا، اس principle stand پر ہم کھڑے تھے کہ جب democracy میں ایک majority کسی point پر کھڑی ہے اور اس کے پاس ایک charge sheet بھی ہے، کچھ reasons بھی ہیں، ان reasons کو democracy کے طریقے سے ہی address کیا جائے، نہ کہ ایک ایسے طریقے سے address کیا جائے کہ جس سے majority کو reservation بھی رہے، ہاؤس میں ایک clear cut majority کے تحت majority باہر بھی کھڑی رہے اور اس کے باوجود ہاؤس کی proceeding چلتی رہے۔ So, I really appreciate کہ محترمہ سپیکر صاحبہ! آپ نے اس چیز کو realize کیا اور ہاؤس کی جو ایک democratic proceeding تھی اس کو آگے بڑھنے دیا۔ I really appreciate ان تمام ممبران کو چاہے وہ اپوزیشن سے تھے اور بلیو پارٹی سے تھے، بلیو پارٹی میں بھی رہتے ہوئے انہوں نے principle stand لیا، انہوں نے democracy کا ساتھ دیا، انہوں نے جمہوریت کے اقدار کی value کا خیال رکھا اور ان values پر عمل کرتے ہوئے اپنے stand پر قائم رہے، اس وقت تک کہ سپیکر نے خود realize کیا کہ ایک majority باہر کھڑی ہے اور majority کی بات کو مان لینا چاہیے اور اپنی resignation offer کی and we really appreciate and respect you Madam Speaker. آپ کی speaker-ship اور آپ کی یہ post ہمارے لیے respectable ہے، آپ کی یہ realization ہی ہمارے لیے کافی ہے۔شکریہ۔

میڈم سپیکر: شکریہ۔ محترم ہشام صاحب۔

جناب ہشام ملک: شکریہ میڈم سپیکر۔ مجھے اس بات پر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اپوزیشن لیڈر نے بڑے دل کا مظاہرہ کیا اور اپنا بڑا پن دکھا کر واپس ایوان میں بھی آئے اور میڈم سپیکر آپ کے resignation کی offer نے بھی ایوان کا ماحول تبدیل کر دیا ہے اور جو ماحول تین دنوں سے تھا وہ کم از کم ایک comfortable environment کی طرف develop ہو رہا ہے۔ اس میں سب سے بڑا role جس کا میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا وہ اپوزیشن لیڈر کا ہے، اس کے علاوہ بھی جن دوستوں کی grievances تھیں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ سب نے بڑے پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس طرح جمہوریت کے حسن کی ترجمانی کی کہ جمہوریت میں کسی بھی چیز کا deadlock نہیں ہوتا، ہمیشہ solution کی طرف بات جاتی ہے۔ یہ چیز پورا House proudly own کر سکتا ہے۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Now we should move on to our agenda. I am really happy to have a full House again. Item No.8, Miss Hira Mumtaz sahiba, she would like to move a resolution.

Miss Hira Mumtaz: Thank you Madam Speaker. I move that:-

"This House is of the opinion that the Government of Pakistan should take controlled measures to save the country's forest industry in light of the recent increase in devastation largely in the northern areas reducing the land currently occupied by Forest in Pakistan to be an approximate of 2.5% declaring this to be the highest annual deforestation rate in Asia according to the worldwide fund for nature"

Now ladies and gentlemen; if the current deforestation rate which we all know is very high these days approximate of 2.1% and the trend of land conversion from forest to other uses is not checked. The country will not be able to meet its international commitment under the millennium development goals to increase its forest cover from 2.5% to 6% by 2015 and we all know that will lead us. Mam. More than 61

thousand hectors of forest land have been converted to non-forest used in the country since its inception, mostly being in the Indus delta mangroves, the beneficiaries' remains in the government departments, politicians and other influential people having closed contacts with respective governments.

Now ladies and gentlemen; we need to take urgent measures and these urgent measures need to be taken by relevant authorities to curb the negative trend of this forestation. So, what are the measures that we need to take. We need to conserve biological diversity. We need to protect the sustainable use of indigenous flora and fauna. We need to encourage public private partnerships to in hands forest cover and promote commercial forestry in the private sector. What else we need to do. We need to strengthen the forestry education and research institutions to cope up with this emerging challenge of deforestation and climate change. We need to create mass awareness and involve these local communities in sustainable natural resource mamangment. We need proper policy measures for the forest protection of land from transfer of forest; forest land to non-forest uses. We need proper policies to control encroachment for forest fire management, for regulation of land system. We need to bring additional land for under the tree covers sustainable livelihood through good governance and the regulation of forest development fund. We need to do all of this right now, so that we can cover the millennium development goals.

Madam Speaker: I have not received the names, so if anyone wants to speak, please raise your hand. Mohterm Yasir Abbas sahib. Before we begin I have a question for Mohterma Hira Mumtaz sahiba. Mohterma when you say the country's forest industry, what do you mean by that?

Miss Hira Mumtaz: The forest industry means what we gain from the industries; tember and goods all of these things.

Madam Speaker: But it is not causing deforestation frankly speaking.

Miss Hira Mumtaz: No exactly, there you need to save all of that because you need to set aside that there is a limit to this industry and there is a limit to what you can reap from this because this has a negative impact on the climate of Pakistan.

Madam Speaker: Thank you. Yes, Mohterim Yasir Abbas sahib.

Mr. Yasir Abbas: Thank you Madam Speaker. Madam Hira Mumtaz has pointed out a very important issue in Pakistan.

اس وقت پاکستان میں a series of deforestation in northern areas چل رہی ہے یعنی جہاں پر بھی ہمارے
جنگلات ہیں۔ I think it is an important کہ پاکستان میں جو floods وغیرہ ہوتا ہے یا موسمی خدوخال میں جو
تبدیلی آئی ہے وہ اس چیز کی وجہ سے بہت زیادہ ہی ہو رہی ہے اور پاکستان کا جو overall climate ہے that is
heading towards pollution ہم اسلام آباد کی مثال لے لیں کہ یہاں پر ایک ٹائم پر بہت زیادہ درخت تھے even
though it is still green but it was more than that. یہ بہت زیادہ green ہوا کرتا تھا اور green درخت وغیرہ
ہوتے تھے، جنگلات ہوتے تھے۔ اس سے جو overall environment تھی وہ as a nature, its level of oxygen
and at the same time the environmental conditional کو وہ بہت suit کرتا تھا۔ I believe that it is one of the
measures concern of 21 century, not only in Pakistan but the across glob as well, جہاں پر rapidly
forestation کی وجہ سے climatically paradigm that is completely changed. Northern areas میں ان کی مثالیں
ملتی ہیں جہاں پر جنگلات ہوتے تھے، ایک ٹائم پر دیامیر وغیرہ میں، وہاں پر increase deforestation کی وجہ
سے اس کا climatically temperature and the period of 50 years, it has been ایک ریسرچ کے مطابق جرمن
ایک انسٹیوٹ تھا، اس کے مطابق اس میں average 3 to 4% اس climatical condition میں change آئی ہے اور
plus وہاں کے جو flooding rate تھے، پہلے وہاں پر floods آتے تھے within an interval of five years and
within an interval of seven years اب یہ seasonal ہو گئے ہیں اور floods کا جو عمل ہے وہ شروع ہو جاتا ہے
it goes till September and even late in October as well, so اس میں ہمیں سوچنے کی بات ہے کہ ہمارا جو
agriculture sector ہے یا ہمارا جو deforestation کا عمل ہے اس کو stop ہونا چاہیے اور گورنمنٹ should
devise a mechanism and plus increase level of greenery کے لیے پاکستان بھر میں جو ایک سکیم انہوں نے
شروع بھی کی تھی کہ 1.5 million or something انہوں نے درخت لگانے کا ایک mechanism yearly بنانے کا
plan کیاتھا، ایسے steps لینے چاہیں اور پاکستان میں deforestation کے عمل کو روکنا چاہیے۔ شکریہ میڈم
سپیکر۔

میڈم سپیکر: محترم ہشام ملک صاحب۔

جناب ہشام ملک: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم حرا ممتاز کی جو resolution ہے، انہوں نے بڑے
importance issue of deforestation کی طرف notice دلانے کی کوشش کی ہے۔ اب deforestation کا جو issue
ہے اس کے لیے انہوں نے percentage mention کی ہے کہ current percentage is 2.5% or it should be round

about, minimum 5% if I am not wrong. ان کے facts تو by witnessing ecological change معلوم ہوئے، اس کے ساتھ اس کا ایک اور indirect affect بھی میں ہاؤس کوبتانا چاہوں گا کہ جو water reservoirs ہوتے ہیں ان کے اندر over the span of certain time period siltation ہوتی ہے۔ جس میں مٹی اور ریت آ کر جمع ہوتی ہے۔ یہ ایک natural process ہے اور اس چیز نے ہونا ہی ہے لیکن deforestation سے یہ process speed up ہو جاتا ہے۔ ابھی جو تربیلا ڈیم کی capacity ہے which has been reduced to about 30% if I am not wrong. وہ with time اور بھی تیز ہو رہی ہےتو in about 50 years جو تربیلا ڈیم ہے اس کے علاوہ نئے ڈیمز ہمیں اس لیے بنانے پڑیں گے کہ ہم تربیلا کو replace کر سکیں کیونکہ ان کی مٹی نکالنے کا process بہت expensive ہوتا ہے اس لیے یہ بہتر ہوتا ہے کہ نئے ڈیمز بنائیں جائیں اس ساری چیز میں صرف ایک چیز کا فقدان ہے وہ ہے پلاننگ ہے۔ اگر proper planning ہو، forest industry بھی ہے، یہ utilize بھی ہو رہی ہے تو اس کے reforestation کا process بھی ساتھ ساتھ چلنا چاہیے لیکن افسوس کی بات ہے کہ timber mafia جو پاکستان میں active ہے، یہ generally حکومت کی اس بارے میں بے حسی ہے اس وجہ سے overall پورے پاکستان میں نقصان پہنچ رہا ہے short gains کے لیے long term gains کا نقصان کیا جا رہا ہے۔ اس کے لیے sense of realization and the planning procedure میں اس کی improvement بہت ضروری ہے کیونکہ یہ سارا feature پورے پاکستان میں ایک ہی طرح کا ہو گا، ابھی بھی جو اس سے gain کر رہے ہیں یا lose کر رہے ہیں at the end سارے net loss میں جائیں گے۔ یہ realization individual کے لیول پر بھی بہت ضروری ہے اور سٹیٹی لیول پر بھی بہت ضروری ہے کہ ہم اس سے آگے جا کر proper planning کے ساتھ اپنا forest area increase کریں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: اب اپوزیشن سے کوئی بھی نہیں بولنا نہیں چاہے گا۔ جی محترمہ شاہانہ صاحبہ۔

محترمہ شاہانہ افسر: میں اس کا ایک چھوٹا سا solution point out کرنا چاہوں گی کہ جیسے کہ rural areas ہیں جہاں پر فصلیں ہوتی ہیں، یہ اکثر solution propose مختلف جگہوں پر کیا بھی جاتا ہے کہ اگر ہر بندہ جو اس کا اپنا کھیت ہے اس کے سائیڈ پر بنے ہوتے ہیں، کھیت کی فصل کی سائیڈ پر اگر وہ کچھ درخت لگا لیں تو نہ صرف اس کی فصل اچھی ہو گی بلکہ درختوں سے بھی فائدہ اٹھا لے گا جس سے فصل کو آکسیجن بھی ملے گی اور وہ اچھا ماحول بھی پیدا کریں گے۔ اگر ہم rural areas میں اس چیز کو promote کریں جیسے کہ ہشام صاحب نے کہا کہ individual effort بھی بہت count کرے گی۔ اس طرح اگر لوگ اپنے کھیتوں میں درخت لگانا شروع کریں تو نہ صرف environment بہتر ہو گی، اس سے profit بھی آئے گا اور آکسیجن کے حساب سے ان کی فصلیں بھی بہتر ہوں گی، environment بہتر ہو جائے گی اور لوگوں کی standard of life بھی بہتر ہو جائے گا۔ اس سے forestation بھی increase ہو جائے گی۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم انعام اللہ مروت صاحب۔

Mr. Inamullah Marwat: Madam Speaker, first of all, I fully endorse this resolution putforward by Miss Hira Mumtaz. I think, we should know this aspect that we are living in a world which is very globalized. What is happening here in Pakistan will not affect us here in Pakistan; it will have sort of some global impacts. The issue which the world is facing at present like global warming is on the top place. Every State is aware of it. So, this issue is not something of national importance, it is something we are obliged to do, I mean that it of national importance because we are living in a world community. So, this world community is a sort of place, we need to care of about it. This issue should be carried Pakistan's needs, so government should address this issue, try to take such sort of measures that can stop deforestation. I would like to share one personal story. The village where I live that is Lucky Marwat. When we used to have a school at one point of time and when I was passing just 5th examination, there was a sort of Kanal over there and on both sides of that Kanal there were lot of trees. When you sleep at night there was a sort of sound coming like tuk, tuk, I mean would just come to that place and they would just cut those trees for whatever reason the people don't aware of about the importance of those trees which are catering the society. Sir, I mean realization should be made towards the public too that what sort of advantages that you are getting from such green environment, what they can give you nationally, what they can give you internationally, so based upon this, this issue needs to be addressed. Thank you.

Madam Speaker: Mohterma Nabeela Jaffar sahiba. Mohterman please keep your comments brief as we have a very short time.

Mohterma Nabeela Jaffar: Thank you madam Speaker

میرے خیال میں بہت سارے لوگوں نے اس پر بات کی ہے، میں صرف ایک point کی طرف توجہ دلانا چاہ رہی تھی کہ ہم اگر دنیا میں دیکھیں کہ ایسے ملکوں کی ہمارے پاس مثالیں ہیں ان کی development اسی طرح ensure ہوئی ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے forest کی development کی طرف توجہ دی جیسے کہ ہم برازیل

کی مثال لے سکتے ہیں وہ under developed country تھی لیکن آج وہ سب سے fast developing countries میں ان کا نام آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے environment protection پر کام کیا، انہوں نے forests بڑھائے، اس سے صرف یہ نہیں ہے کہ ہم ستمبر یا انڈسٹریز کو flourish کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ ensure کر رہے ہیں کہ آگے آنے والی جو generation ہے ان کی protection کے لیے ہم کام کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو UNO نے 25% or 24% of your area forest کے لیے رکھا ہوا ہے، آپ کی بہت ساری ضروریات اس سے پوری ہو جاتی ہیں اور میرے خیال میں international level پر ابھی جو debate environment کے اوپر ہو رہی ہے اس میں ایک responsible country کے طور پر کردار ادا کر سکتی ہے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم جنید اشرف صاحب۔

محترم جنید اشرف: شکریہ۔ میں صرف ایک point add کرنا چاہ رہا تھا کہ ہم اگر northern areas میں ٹورزم کو promote کریں تو اس سے بھی آپ اپنے deforestation کے rate کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Speaker: So I put this resolution to the House moved by Mohtarma Hira Mumtaz sahiba.

(The resolution was carried)

Madam Speaker: Hence the resolution is carried. The House is adjourned till 2.30 pm.

[The House was adjourned till 2.30 pm]

[At 2:30 pm, the House was reassembled with Madam Speaker (Miss Aseela Shamim Haq) in the Chair]

Madam Speaker: Now we take Item No.11 on the agenda, Mohtarma Sonia Riaz sahiba would like to present the policy on Hepatitis-C.

Madam Sonia Riaz: Thank you madam speaker. Madam, before starting this report I want to say something. I am very thankful and I really want to appreciate leader of the Opposition Mr. Kashif for his nice gesture. Now I would say that he is not only Kashif actually he is 'the Kashif'.

After this I would start the report and want to say my heartfelt gratitude and I am really very honest and pleased to announce for the enthusiastic encouragement which I got from my honourable Prime Minister Mr. Rana Faisal Hayat.

میڈم سپیکر! یہ جو رپورٹ میں نے بنائی ہے .it is a report on hepatitis-B میں نے یہ رپورٹ یہ سوچ کر بنائی کہ ہم نے اپنے اس ایوان میں اور بہت سارے موضوعات پر بات کی۔ ہم نے discuss کیا اور ہم نے consider کیا کہ terrorism جو ہے وہ ہمارے ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہم نے consider کیا کہ energy crises ہمارے ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہم نے اس طرح کے اور بہت سارے issues پر بات کی کہ یہ سب issues ہمارے country کے لئےبڑے مسائل ہیں اور ان سب مسائل سے ہمیں اپنے آپ کو نکالنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈم سپیکر! ہمارے ہاؤس میں اگر بہت کم کام ہوا تو وہ ہمارے health issues پر ہوا اور health سے related ہمارے ملک کےdifferent problems ہیں وہ بھی ہمارے ملک کا ایک بڑا problem ہیں اور اس وقت جو existening issue ہے that is hepatitis-C اور Hepatitis-C کے بارےمیںWHO (World Health Organization)کی طرف سے پاکستان کو کہا گیا کہ پاکستان اس میں سیکنڈ آیا ہےاور اس کارنامے میں بھی پاکستان جو ہے سیکنڈ آیا ہے وہ top پر ہے۔ میں نے پورا data اس پر share کیا ہوا ہے اور پاکستان top پر اس لیے آیا ہے کیونکہ پاکستان میں Hepatitis C کے بہت سارے cases ہیں اور جو cases exist کر رہے ہیں وہ اور بہت سارے لوگوں کو infect کر رہے ہیں اور یہ چیز بڑھتی جا رہی ہے and this is really very alarming rise اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس issue کو address کریں as far as the disease is concerned, I am not concerned کہ میں آپ لوگوں کو بتاؤں کہ یہ کیا ہے اور یہ کیوں پھیلتی ہے whatever اس پر medicine کا بہت سارا literature بھرا پڑا ہے۔ اس کے اوپر رپورٹ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بیماری جو پھیل رہی ہے اور پھیلتی جا رہی ہے اور یہ رک نہیں رہی ہے، اس پر ہماری گورنمنٹ کا failure ہے اور ہماری گورنمنٹ کی کیا weak polices ہیں جس کی وجہ سے یہ بیماری ہے یہ بڑھتی جا رہی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کے اوپر کوشش کی کہ وہ polices بنائیں اور لیکن وہ جو polices تھیں شاید وہ ineffective تھیں اور وہ ایسی strategies نہیں بنا سکے جو کہ اس problem کا solution اورproblem کا حل ہوتی ہیں۔

میڈم سپیکر! ایک US base پاکستانی ڈاکٹر ہیں، ڈاکٹر فاروق علی خان، وہ پاکستان میں آئے اور hepatitis-C پر کافی عرصہ یہاں پر رہ کر search کی۔ ان کے views جو ہیں وہ میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی۔ انہوں نے یہ کہا کہ پاکستان میں hepatitis-C جو ہے وہ اسی طرح سے بڑھتا رہا تو اگلے دس سالوں میں کیا ہو جائے گا، ابھی اس وقت جو existing cases ہیں وہ8.6 million population کےہیں جو hepatitis-C سے

متاثر ہیں اور اگلے دس سالوں میں جوpopulation ہے وہ triple ہو جا ئے گی اور یہ چیز بہت threateningہے there is a growing death threat in Pakistan for hepatitis-C اور hepatitis-C وہ صرف ایک بیماری نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ لوگ personal isolationمیں بھی چلے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو socially survive کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہےکیونکہ وہ اپنے لیے تو مشکلات create کرتے ہی ہیں لیکن وہ لوگوں کے لئے بھی وبال جان بن جاتے ہیں اور لوگ ان سے avoid کرتے ہیںjust اس لیے کہ لوگوں کے اندر یہ بیماری نہ پھیلے تو بجائے ہم ان لوگوں کے ساتھ نفرت کرنے کے ہم اس کے لئے کوئی solution کیوں نہ بنائیں اور اس کے لئے کوئی حل کیوں نہ تلاش کریں۔ مزید میں اس رپورٹ میں لوگوں کو یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ صرف so-called ان کے ساتھ نفرت کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ ایسی کون سی باتیں ہیں اور ایسے کون سے points ہیں جہاں پر آپ نے لوگوں سے avoid کرنا ہے اور ایسی کون سی باتیں اور points ہیں جہاں پر آپ نے ان لوگوں کو avoid نہیں کرناہے۔

میڈم سپیکر! میرا اس رپورٹ میں most important point یہ ہے کہ میں آپ لوگوں کو prevalence rate بتاؤں کہ ہمارے پورے country میں اور کس کس صوبے میں کن کن districts میں actually خاص طور پر hepatitis-C کے cases جو ہیں بڑھتے جا رہے ہیں اور government کا failure جو ہے وہ کیسا ہے۔ اگر ہم پنجاب کی بات کریں تو پنجاب میں وہاڑی اور حافظ آباد، یہ دو ایسے districts ہیں جہاں پر hepatitis-C جو ہے وہ peak پر ہے اور اگر میں آپ کے ساتھ data share کروں تو اس data کے according بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ پچھلے چند سالوں میں یہاں پر cases کم تھے لیکن after that یہاں پر casesزیادہ ہیں اور hepatitis-C ایک ایسی بیماری ہے جو کہ بہت جلد lever cancerمیں convert ہو جاتی ہے اور again Pakistan جو ہے وہ اس ranking میں آ رہا ہے کہ یہاں پر lever cancer کی ratio جو ہے وہ بہت زیادہ ہے۔

اگر ہم سندھ کی بات کریں تو سندھ میں اس کا prevalence rate جو ہے وہ 5% ہے اور سندھ کے دو districts ہیں جن میں گھوٹکی اور خیر پور یہاں پر hepatitis-C وہ بہت زیادہ ہے اگر ہم خیبر پختونخواہ کی بات کریں تو خیبر پختونخواہ میں سوات، پشاور اور پارہ چنار، یہ تین ایسے districts ہیں جہاں پر یہ بیماری peak پر ہے۔

اگر ہم بلوچستان کی بات کریں تو بلوچستان میں موسیٰ خیل اور جعفر آباد جو districts ہیں وہاں پر یہ بیماری peak پر ہے۔

میڈم سپیکر! میں نے اس رپورٹ میں further جو ہے وہ recent data share کیے ہیں اور جو different organizationہوتی ہیں جو بتاتی ہیں کہ کس کس شہر میں اور کس کس hospital میں کس حد تک یہ cases پائے جاتے ہیں۔

میڈم سپیکر! جو main issue ہے وہ اس کا یہ ہے کہ آپ پچھلی گورنمنٹ نے جو وزیر اعظم کا پروگرام تھا وزیر اعظم نے کہا کہ جناب hepatitis جو ہے وہ بڑا اہم مسئلہ بن گیا ہے تو ہم hepatitis control program شروع کرتے ہیں۔ انہوں نے اس پروگرام کا initiative بھی لیا اس پروگرام کو شروع بھی کیا اس کے لئے بہت سارا fund بھی مختص کیا لیکن کیا فائدہ ہوا اگر ہم اس کا feed back دیکھیں تو اس کے feed back میں بجائے cases کم ہونے کے cases زیادہ ہوئے ہیں، جو یہ show کرتا ہے کہ جو ہماری policy تھی اس پر وہ ٹھیک نہیں تھی اور اس کے اوپر کام ٹھیک نہیں ہوا۔

میڈم سپیکر! ہماری گورنمنٹ جہاں پر یہ کہتی ہےکہ بہت زیادہ بجٹ کا حصہ اس میںinvest ہوتا ہے یعنی وہ health department کو دیتے ہیں تو وہیں پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ شاید جتنا بجٹ وہ health department کو دیتے ہیں اس سے زیادہ corruption health department میں ہی ہوتی ہے اور اس corruption کو تو to some extent cater کرنا مشکل بھی ہوتا ہے کیونکہ آپ کو جب لوگ ڈاکٹر یا انچارج یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں medicines چاہیےاور آپ سے so-called وہ اس کے لئے sanction لیتے جا رہے ہیں اور آپ انہیں دیتے جا رہے ہو لیکن وہ اسے استعمال نہیں کر رہے ہیں تو پھریقینا یہ چیز problem create کرتی ہے۔

میڈم سپیکر! اگر ہم survey کریں اور دیکھیں کہ Hepatitis Control Program تھا کے ساتھ کیا ہوا، وہ وزیر اعظم تو چلے گئےلیکن اس کے بعد پھر کیا ہوا کہ جو Provincial Governments ہیں Hepatitis Control Program ان کے handover ہو گیااور وہاں پر جو بلوچستان کی صورت حال ہے وہ یہ کہ وہاں کے C.M صاحب ہر مہینے میں ایک مرتبہ ایک meeting تو ضرور arrange کرتے ہیں اور اس meeting میں ہسپتال میں Medical Superintendent کو بلایا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کی کمیٹی ہوتی ہے جو کہ بیٹھ کر یہ discuss کرتے ہیں کہ ہم اس مسئلے کو کیسے حل کریں لیکن وہ meeting ان کےاپنے personal interest کی وجہ سے ہی proceed نہیں ہوتی ہے اور اس کے بعد اب تک اس کے اوپر عمل نہیں ہو رہا۔ بلوچستان میں particularly کوئٹہ میں

Bolan Medical Complex and Hospital district کا سب سے بڑا hospital ہے اور اس hospital کی حالت یہ ہے کہ April سے وہاں پر hepatitis-C کے علاج کے لئے جو دوائیں استعمال ہوتی ہیں وہ کافی مہنگی دوا ہوتی ہے interferon اسے کہا جاتا ہے اور وہ available نہیں ہےاور April سے اب تک جو ہے وہ پانچویں مہینے کا وقت ہوتا ہے اور یہ پانچ، چھ مہینے جو ہیں وہ اور بہت سارے لوگوں کو بیمار کرنے کے لیے بہت ہوتے ہیں اس میں issue یہ ہے کہ جو نئے لوگ ہیں جن کو ہمpreventive measure کے لئے vaccination دیں وہ تو درکنار وہ لوگ جن کا already علاج چلا رہا تھا ان میں سے ایسے cases ہیں جو کو suppose اگر three doses ملنی ہیں تو first dose کے بعد ان کے پاس دوائی نہیں ہے۔ first dose کے بعد وہ مریض تھوڑے سے ٹھیک ہوئے یا second dose کے بعد وہ تھوڑے سے ٹھیک ہوئے لیکن اب جب پانچ مہینے سے دوائی نہیں ہے تو وہ بیماری ان کی پھر سے دوبارہ سے attack ہو گئی اور اس بیماری کی recurrence ہو گئی، اب وہ لوگ دوسرے لوگوں کو بیمار کر رہے ہیں ان کے گھر کے لوگ ان سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر in case ان کے اوپر کسی اور بیماری کا attack ہوتا ہے اور وہ لوگ ہسپتال میں admit ہوتے ہیں تو باقی مریض ان سے محفوظ نہیں ہیں کیونکہ وہاں پر وہ لوگ infect ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسے مریضوں کی کوئی سرجری ہوتی ہے تو جو surgical instrument use ہوتے ہیں وہ instrument کو affect کر دیتے ہیں اور پھر ان instruments کی وجہ سے بھی اور بہت سارے لوگ جو ہیں وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ میں نے جب مزید اس چیز کو investigate کیا کہ ہمارے پاس اگر دوائیں نہیں ہیں تو کیوں نہیں ہیں تو ایک اور جو بڑا downfall تھا اور وہ یہ ہمارا ایک weak point تھا کہ جو ہماری authorities ہیں وہ جب medicines خریدتی ہیں تو وہ پیسے بچانے اور اپنا profit رکھنے کے لئے وہ poor quality کی medicines خرید رہی ہیں یہ بھی ایک issue ہے اور وہ poor quality کی medicine جو ہے وہ hepatitis-C کو ٹھیک ہی نہیں ہونے دے رہا بلکہ وہ اسے اور خراب کر رہا ہے اور وہ اسے اور بڑھا رہا ہے۔ This poor quality is also one of the causes of hepatitis-C یہ نہیں ہے کہ دوائیں نہیں ہے بلکہ یہ جو poor quality ہے یہ بھی ایک problem ہے hepatitis-C کو cause کرنے کا۔ دو دن پہلے بھی TV پر ایک خبر چل رہی تھی اور اس خبر میں سندھ کا جو سب سے بڑا hospital ہے اس کے بارے میں یہ رپورٹ تھی کہ پچھلے ایک مہینے سے وہاں پر hepatitis-C کی دوائیں ختم ہو چکی ہیں اور کوئی نہیں ہے جو اس کے اوپر کوئی عمل درآمد کرے اور وہ cases جو ہیں وہ بڑھتے جا رہے ہیں اور دوسرے لوگوں کو مزید infect کرتے جا رہے ہیں۔

میڈم سپیکر! اس چیز کو solve out کرنے کے لئے still Government نے اب تک hepatitis-C کو کنٹرول کرنے کے لئے لوگوں کے اندر بہت کم awareness cause کرنے کی کوشش کی ہے اور جو causes ہیں ان causes کو بھی اس کا حل دوائیں نہیں ہیں بلکہ ان causes کو بھی rule out کرنا جو ہے وہ ہمارا مسئلہ ہے اور ہمیں چاہیے ایک اور data ہے اور اس کے مطابق جو ہے وہ پاکستان میں ہر سال 2.4 billion syringes جو ہیں وہ استعمال ہوتی ہیں۔ پاکستان دنیا کے کچھ ان تین چار ممالک میں آتا ہے جہاں پر syringes کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ دنیا کے جو باقی ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں پر بہت حد تک کوشش کی جاتی ہے کہ کسی بھی مریض کو سرنج کے ساتھ وہ injection نہ لگایا جائے بلکہ انہیں oral tablets دی جائیں تاکہ وہ لوگ ٹھیک ہوں اور زیادہ سے زیادہ infection سے دور ہوں لیکن ہمارے ہاں کچھ ڈاکٹر اور وہ لوگ جو کہ ڈاکٹر نہیں ہیں جو paramedics ہیں وہ بھی malpractice کرتے ہیں اور malpractice میں گاؤں کے لوگوں کو خاص طور پر attract کرنے کے لیے اور پیسے کمانے کے لئے وہ ان کو یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ injection لگائیں گے تو آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گےیا آپ drip لگائیں گے تو آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگرہم انہیں injection لگانے یا ہم انہیں drip لگانے سے نہیں روک سکتے تو at least ہم انہیں اس بات سے تو منع کر سکتے ہیں کہ وہ انہیں syringes کو دوبارہ استعمال نہ کریں اور وہ syringes disposable ہوں اور وہ دوبارہ سے لوگوں کو problems create نہ کریں۔ دوسری چیز جو کہ بڑی common ہے اور یہاں پر بھی لوگوں کو awareness دینے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ لوگوں کو حتی الامکان یہ سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ وہ خواہ مخواہ میں blood transfusion کی طرف نہ جائیں وہ خواہ مخواہ میں خون لگوانے کے لئے نہ جائیں اگر کسی کے ساتھ کوئی حادثہ یا مسئلہ ہوتا ہے تو ہمارے پاس ایسی authentic laboratories ہوں جہاں پر اُس blood کی complete screening ہو اس screening کے بعد ہمیں پتا چلے کہ یہ blood جو ہے یہ بالکل صاف ہے اس کا کوئی donor جو تھا وہ کوئی drug abuser نہیں تھاجس نے کچھ پیسے حاصل کرنے کے لیے اپنا خون بیچااور اس کا خون already infected تھا۔ یہ والی چیز جو ہے اس کے اوپر بھی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیےاور یہی دو بہت major causes ہیں ہمارے ملک میں اس disease کو cause کرنے کے۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ جو non-sterilized instruments ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ road side پر وہاں پر ایسے بہت سارے دندان ساز بیٹھے ہوتے ہیں چونکہ Dentist کا treatment جو ہے وہ کافی expensive ہوتا ہے اور وہ لوگ کافی فیس لیتے ہیں تو لوگوں کی کوشش definitely یہی ہو گی کہ وہ اس جگہ پر جائیں جہاں پر ان کے کم پیسے خرچ ہوں اور وہ جو road sides پر dentists وغیرہ ہیں وہ وہی instruments سب لوگوں پر استعمال کرتے ہیں تو یہ چیز بھی Hepatitis-C cause کرنے کا سبب بن رہی ہے۔ اس کا solution بھی Mam میں نے دیا ہے اور وہ solution یہ ہے کہ اس پر بھی still Government کو اپنے dentist section کو improve کرنا چاہیے۔ گورنمنٹ کو اپنے dental department کی OPDs کو زیادہ بڑھانا چاہیے اور وہاں پر sterilization proper کرانی چاہیے تاکہ لوگ وہاں پر ان کے پاس آئیں اور ٹھیک طریقے سے اپنا treatment کرا سکیں۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ ear, nose piercing ہے وہ بھی hepatitis-C کو cause کرتی ہے۔ لوگوں کو ہم public service messaging میں ہم میڈیا کے تھرو بتا سکتے ہیں لوگ جو body tattering کراتے ہیں ان tattoos سے بھی cause ہوتا ہے hepatitis-C ہم لوگوں کو یہ والی چیز سمجھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ shaving by the barbers یہ بھی ایک بہت اہم reason ہے hepatitis-C کے cause کا۔ ایک اور بہت اہم point جس پر گورنمنٹ کو پھر سے بہت توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور وہ ہمارے environmental conditions ہیں۔ ان environmental conditions میں ہمارے وہ far flung areas جہاں پر لوگوں کو پانی کی سہولت میسر نہیں ہے اور لوگ جو ہیں وہ contaminated پانی استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ایسے گاؤں، دیہات اور صحرا ہیں جہاں پر لوگ بارش کا رکا ہوا پانی پیتے ہیں۔ ایسے تالابوں سے لوگ پانی پیتے ہیں جہاں پر جانور بھی اسی تالاب سے آ کرپانی پیتے ہیں اور لوگ بھی اسی تالاب سے آ کر پانی پیتے ہیں۔ لوگوں کی اس need کو پورا کرنا بڑا ضروری ہے۔ This is one of the major duties of the Government کہ وہ وہاں پر proper ان کے drinking water کا arrangement کرے۔ وہاں پر پانی کس طرح سے پہنچاتے ہیں اور کس طرح سے ان کو یہ والی facility دی جاتی ہے، یہ بھی گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے اور بڑا ضروری ہے کہ وہ اس چیز کے اوپر بھی بیٹھ کر سوچے۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ proper disposable of hospital waste کہ جو hospital کا waste جو کہ already اتنا infected اور اتنا خراب ہوتا ہے اس کو اکثر باہر جا کر پھینک دیا جاتا ہے یا سڑکوں پر جا کر پھینک دیا جاتا ہے اور وہاں پر جو کچرا صاف کرنے والے بچے آتے ہیں۔ آج کل کراچی میں ایک اور بڑا business common ہوا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہ hospital waste میں سے بچوں کو بھیجتے ہیں کہ وہاں سے وہ syringes collect کریں اور ان syringes کو لا کر انہیں دیں اور پھر وہ انہیں syringes کو recycle کر کے چونکہ انہیں وہ بہت سستی بھی پڑتی ہیں انہیں syringes کو recycle کر کے دوبارہ سے بیچتے ہیں تو یہ syringes بھی hepatitis-C کو cause کرنے کا بہت اہم role کرتی ہیں۔ نمبر ۱۔ ان بچوں کو جو کچرے میں سے syringes اُٹھا رہے ہیں کیونکہ وہ ان کو لگ جائیں تو وہ الگ سے بیمار اس کے علاوہ جب وہ ان کو recycle کرتے ہیں تو وہ اتنا properly sterilized نہیں ہوتی ہیں اور جب وہ نئے لوگوں کو جا کر لگتی ہیں تو still اس چیز کے اوپر بھی اس situation کو control کرنے کی بڑی سخت ضرورت ہے اور اس کا solution ایک جو مجھے نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ اس waste کو proper طریقے سے dispose off کیا جائے تا کہ پھر سے کوئی اس کو reuse نہ کر سکے۔ یہاں بچے وغیرہ اس کو لے جا کر استعمال نہ کر سکیں۔ اس ساری problem کی poverty بہت بڑی cause ہے۔ اس کے علاوہ lack of education ہے۔ جب ہمیں اس چیز کا پتا ہی نہیں اور ہم اس کے متعلق کسی کو بتا بھی نہ سکیں، awareness نہیں دیں گے تو لوگوں کو اس کے نقصانات کا کیا پتا چلے گا۔

میڈم سپیکر! بہت اہم اس بارے میں میری جو suggestion ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اس problem کو seriously لے۔ یہ گورنمنٹ کا ایک بہت بڑا flaw ہے کہ انہوں نے ایک پروگرام start بھی کیا ہے اور وہاں پر پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور کہیں پر چھ مہینے بھی ہو گئے ہیں لیکن پروگرام کو کامیاب نہیں بنایا جا رہا۔ اگر شہر کے hepatitis centre کا یہ حال ہے تو جو centre peripheries میں ہیں ان کا وہاں کیا حال ہو گا شاید وہاں پر کوئی ڈاکٹر بھی موجود نہ ہو اور اس کے علاوہ وہاں پر کوئی عملہ بھی موجود نہ ہو۔ The thing is کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ چاہے وہ medicines expensive ہیں انہیں حاصل کریں کیوں کہ ہم نے اپنے لوگوں کی جان بچانی ہے۔ گورنمنٹ کو اس ضمن میں اور accountability بڑھانی چاہیے۔ وہ medicines and vaccination جلد provide کی جائیں۔ اگر ہم poor quality medicines خرید رہے ہیں which is a fact ہم اس چیز کو بھی overcome کریں اور poor quality medicines نہ خریدیں۔

میڈم سپیکر! میں نے آخر میں بہت ساری suggestions دی ہیں اور briefly I would explain some suggestions کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہیےکہ نیشنل بلڈ پالیسی بنائیں، اس کے ذریعے سے

laboratories پر check رکھا جائے۔ ہمارے ہاں بہت famous laboratories ہیں، آغا لیبارٹری کا نام بہت famous ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے جتنے results authentic ہو سکتے ہیں وہ کسی اور کے نہیں ہو سکتے۔ ہم ان کی supervision میں بھی کوئی blood bank ہر شہر کے اندر launch کر سکتے ہیں اور اگر لوگوں کو بلڈ چاہیے تو وہ بلڈ لے سکیں۔

میری یہ بھی تجویز ہے کہ curriculum میں بھی جو basic کچھ diseases ہوتی ہیں ان کے بارے میں لوگوں کو صفائی hygiene کے بارے میں لوگوں اور بچوں کو guide کیا جائے اور بتایا جائے کہ یہ سب چیزیں ہمارے لیے کتنی important ہیں اور ہماری basic vaccination ہوتی ہے جو expanded program of immunization کے تحت ہوتی ہے وہ ابھی بھی ہمارے ملک میں اتنی illiteracy ہے بہت سارے لوگ اپنے بچوں کو basic vaccination نہیں دیتے، بہت سارے لوگ اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے نہیں پلاتے، گورنمنٹ کا یہ بہت اچھا initiative ہے کہ انہوں نے hepatitis-C کی immunization میں vaccination start کی ہے لیکن ابھی بھی بہت سارے لوگ اس چیز کی طرف نہیں جا رہے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو اس چیز کے بارے میں aware کیا جائے اور انہیں اس چیز کے بارے میں مزید بتایا جائے اور مزید awareness campaigns arrange کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو یہ بھی آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی چیزیں لوگوں کے ساتھ share نہ کریں-This is something very important اور unpasteurized جو dairy projects ہیں وہ بھی use نہ کریں-This is also very important اور particularly hygiene کو لوگوں کے درمیان promote کیا جائے اور لوگوں کو ان کے rights کے بارے میں بتایا جائے کیوں کہ جب بھی کوئی شخص اپنے rights کے بارے میں بات کرے گا، ایک بندہ بات کرے گا یا دو بندے بات کریں گے تو تیسری دفعہ ان کا right ضرور fulfill ہو گا یا کوئی تو ہو گا جو ان کی بات سنے گا۔ بہت شکریہ۔

Madam Speaker: Thank you. Yes, Mr. Ali Hamayyun sahib.

Mr. Ali Hamayyun: Thank you Madam Speaker. I have to say ‘well done’ Sonia for presenting such important comments. She included all my core and key points. Again I have to say that this is such an important issue of Pakistan which is taking Pakistan by storm and it is so shocking that we spent so much money on food items on places like Centaurus, Papasalas and big cars that we are failed to get a routing check up by a doctor. I want to congratulate the entire House and specially honourable Deputy Speaker on giving time on such an important issue. We should get ourselves routinely checked up and specially dental check up from Karachi. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Mr. Motsim Billah sahib.

Mr. Motism Billah: Thank you. It is a great work done by Miss Sonia
انہوں نے اپنی رپورٹ میں Hepatitis E کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ اس ایوان کو بتائیں کہ Hepatitis C and E میں کیا فرق ہے؟

مس سونیا ریاض: میڈم سپیکر! میں نے اس رپورٹ میں each and everything explain کر دی ہے۔ میں نے بہت سی تجاویز کو مختصر کیا۔ جب آپ لوگ اس کو پڑھیں گے تو آپ کو سب سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔ میں نے اس میں یہ بھی mention کیا ہے کہ آپ after every three months check up کرائیں۔ اس میں clearly explain کیا ہے کہ Hepatitis کی دو main diseases ہیں۔ ویسے تو اور بھی بہت ساری ہیں۔ Hepatitis A, B, C, D and E بھی آ چکا ہے۔ Hepatitis B is just a miner infection. Hepatitis B کسی کو بھی ہو سکتا ہے اور وہ anti bodies کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی body immunity خراب ہو جائے اور اتنی مدافعت نہ ہو کہ باہر سے infections لے سکے۔ Hepatitis C actually Hepatitis B کے بہت دیر تک رہنے اور نہ ہونے کی وجہ سے Hepatitis C میں convert ہو جاتا ہے and that is the chronic phase. پھر Hepatitis C والے مریض کی وجہ سے ہسپتالوں کے سٹاف کو انجیکشن وغیرہ لگانے، ان کے خون استعمال کرنے یا ان کی body secretion سے دوسرے لوگوں کو اس کا infection ہو سکتا ہے۔ میں اس میں ایک اور تجویز دی ہے کہ وہ تین ماہ کے routine check up کے دوران blood کی routine investigations ہوتی ہیں تو وہ Hepatitis B and C check کروائے۔ اگر وہ positive or negative اور اس میں اہم چیز Hepatitis B ہوتا ہے اور یہ negative ہے تو وہ فوراً حکومت کے launch کردہ پروگرام میں اپنی free vaccination کروائے۔ اس کی three doses ملتی ہیں اور اس کے بعد اس کی body immune ہو جاتی ہے۔ Hepatitis B is preventable یہ vaccination سے control ہو سکتا ہے لیکن Hepatitis C کے لیے کوئی vaccination نہیں ہے، اس کے لیے صرف prevention ہی ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم قائد حزب اختلاف۔

جناب کاشف علی: شکریہ، میڈم سپیکر۔

I am grateful to Miss Sonia Riaz for bringing such a policy on a subject and I think most of us don't know about that.

میں نے ان کی پہلی پالیسی بھی پڑھی تھی اور وہ بہت comprehensive and well defined policy تھی I am grateful for all these services that she has rendered through this platform. On the subject of Hepatitis, I have a general overview کہ یہ ایک بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ بہت prevalent ہے اور immunization دیکھ لیں، پولیو کی بات کریں تو مسئلہ یہ ہے کہ Pakistan has failed to meet the coverage, timeliness and failed to control the prevalent trends. After the 18th Amendment health is no more Federal subject and there is positive contribution towards that اور جب سے health provincial subject ہوا ہے کافی بجٹ وغیرہ لگ رہا ہے۔ اب Hepatitis vaccine basic vaccinization packet میں آ گئی ہے جس طرح سے OPC, OPV and PCV for Polio مگر میرا ایک سوال ہے کہ اس ملک میں vaccinization کے سلسلے میں ایک بڑی رقم خرچ کی جا رہی ہے and that amount is being spent by the international donor organizations like WHO, UNICEF and all that. The government has also engaged a lot after the provincialisation of the subject مگر اس کے باوجود یہ prevalent trend ہے تو کیا challenge ہے؟ Positive indication is that Pakistan is going to achieve which is one of the millennium development goal by 2015 but the trends are not increasing as much as money that we are spending. So what is the challenge that I want to understand.

Madam Deputy Speaker: Sonia Riaz sahiba.

Miss Sonia Riaz: I would love to answer them.

کاشف صاحب نے میری پچھلی رپورٹ کے بارے میں کہا کہ وہ بڑی comprehensive تھی۔ میں نے وہ report Polio campaign پر بنائی تھی اور اس میں بھی causes بتائی تھیں کہ کیا وجہ ہے کہ دنیا سے Polio eradicate ہو چکا ہے لیکن پاکستان ان ممالک میں سے ہے جہاں سے polio eradication نہیں ہو رہی۔ آپ کسی بھی NGO کا webpage دیکھ لیں یا وہاں پر ایک ہفتہ گزار کر دیکھیں ہر طرف ان basic diseases کے بارے میں باتیں ہو رہی ہوں گی ان کے بارے میں workshops arrange ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی outcome, feedback نہیں ہے۔ میں اپنی اس رپورٹ میں criticize کیا تھا اور causes بتائی تھیں کہ کون سی وجوہات کی بنا پر اب تک پولیو ہمارے ملک سے ختم نہیں ہوا۔ اب بھی وہی reasons یہاں پر apply ہوتی ہیں اور اس میں ایک وجہ یہ ہے ہم so called awareness campaigns arrange کرتے ہیں، لوگوں کو پولیو کے قطرے تو پلاتے ہیں لیکن میں نے وجوہات میں بتایا تھا کہ ہماری accountability ہونی چاہیے کیونکہ ہم ٹھیک کام ہی نہیں کرتے۔ جن لوگوں کو data collect کرنے اور پولیو کے قطرے پلانے کے لیے بھیجا جاتا ہے تو کہیں terrorism and security issue ہے اور کہیں پر لوگوں کی کام چوری ہے۔ WHO ہر بندے کو ایک ہزار یا پندرہ سو روپے دیتا ہے لیکن ہمارے ادارے یا جس کو وہ پیسے دیے جاتے ہیں وہ اگر ایک بندے اڑھائی سو روپے دے کر کہیں گے کہ تم چھ کلو میٹر کا سفر دھوپ میں vaccine carrier اٹھا کر کرو تو میرے خیال میں کوئی بھی اتنا honest ہو گا کہ وہ اڑھائی سو روپے میں اس علاقے کا visit کرے گا۔ میں نے خود ان بچوں اور volunteers کو دیکھا ہے کہ جن کو ہم نے یہ task دیا انہوں نے گھر سے باہر جاتے ساتھ اس ساری vaccine کو ضائع کر دیا اور fake names لکھ کر ہمیں fake report دی کہ ہم نے اتنے بچوں کو vaccine دی۔ This is one of the main cause. اس سلسلے میں ہماری accountability کیسے ہو، ہمیں یہ strategies بنانی ہیں۔ اسی طرح بہت سی causes ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ میں اپنا پروگرام علیحدہ launch کروں گا اور ہم Hepatitis C control کریں گے۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ ان ہی funds میں سے وہاں کے Superintendents یا جو لوگ بھی ہیں انہوں نے اپنا حصہ بھی رکھنا ہے اور وہ اپنی پسند کی companies کے ٹینڈر منظور کر کے poor quality medicines لے رہے ہیں۔ وہاں پر جو سفارشی لوگ آتے ہیں، ان کی free vaccination ہو جاتی ہے۔ جن کے پاس سفارش یا political personality ہو تو ہسپتال میں MS sahib آپ کو خود refer کریں گے اور آپ کی free vaccination ہو گی۔ اگر آپ کا کوئی ہے تو آپ کو بازار سے vaccine لانی ہو گی۔ اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں جن کو میں نے پہلے بھی discuss کیا ہے۔ اگر ہم accountability and corruption دونوں چیزوں پر focus کریں تو ان مسائل سے نکل سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عائشہ طاہر صاحبہ۔

مس عائشہ طاہر: شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ no doubt it is very important problem to discuss on the national level لیکن کیا ہماری حکومت اس کی treatment کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے۔ کیا اس کے جو interferon's ہیں پاکستان میں بن رہے ہیں اور اس کا علاج اتنا مہنگا ہے کہ بہت سے لوگ وہ afford نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی رسائی civil hospitals تک ہو بھی تو وہاں سےجو medicines ملتی ہیں وہ جعلی ہوتی ہیں وہ ان پر کیا اثر کریں گی۔ اسی وجہ سے یہ control ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر یہ interferon's یہاں

نہیں بن رہے تو کیا حکومت ان کو درآمد کر رہی ہے یا یونیورسٹیوں میں اس کی research کے سلسلے میں کچھ invest کر رہی ہے یا اس بارے میں research ہو رہی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ان کی report میں یہ mentioned ہے۔

مس سونیا ریاض: اس national level production پر ابھی شروع ہوئی ہے لیکن جیسے دیگر خالص چیزیں ہمارے بن رہی ہیں، یہ بھی اسی طرح سے بن رہی ہے۔ Still we backward than other countries آپ کسی بھی drug بنانے یا اس کو foreign سے منگوانے کی بات کریں تو ہم اس پر اتنی جلدی عمل نہیں کر سکتے۔ We want pure medicine. بجائے اس کے کہ ہم باہر سے اپنی دوائیں بنوائیں ہمیں لوگوں کی جان بچانے کے لیے اچھی ادویات خریدنی چاہییں۔ ان لوگوں کو ٹھیک کریں تا کہ یہ آگے نہ بڑھے باقی چیزوں پر بعد میں دھیان دیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب اعجاز سرور صاحب۔

جناب اعجاز سرور: اس رپورٹ میں میرے ضلعے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہاں یہ بہت زیادہ ہے تو میں اس کی وجوہات بیان کروں گا کہ وہاں پر اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پینے کا صاف بہت کم میسر ہے۔ اس ایوان کے ذریعے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ جہاں جہاں پر Hepatitis زیادہ ہے، وہاں پر پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنائیں اور صاف پانی کی فراہمی basic millennium development goal بھی ہے۔ قومی سطح پر حکومت کی یہ commitment ہے کہ وہ 2015 تک پینے کے لیے صاف پانی کی فراہمی یقینی بنائیں گے۔ اس بیماری سے awareness سے بچا جا سکتا ہے اور اس کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس سلسلے میں نصاب، میڈیا، civil society and campaigns کے ذریعے سے یہ awareness پیدا کریں۔ جتنے لوگ اس کے بارے میں جانیں گے، اتنا ہی اس سے بچ سکیں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم قائد ایوان۔

Rana Faisal Hayat: Thank you. I will applaud the work of Miss Sonia.
یہ بہت محنت سے ایک اہم issue پر رپورٹ لائی ہیں۔ اس میں انہوں نے کچھ بہت اہم باتیں کی ہیں and she rightly pointed out all the problems and she also give some good solutions. میں نے اس میں دو، تین چیزیں نوٹس کیں۔ Leader of Opposition نے سوال کیا تھا کہ کیا وجہ ہے یہ control نہیں ہو رہی۔ اعجاز صاحب نے بھی بتایا کہ ان کے ضلع میں یہ بہت زیادہ ہے، میرے ضلع میں دریائے راوی کے پانی کی وجہ سے Hepatitis C day by day بہت پھیل رہا ہے۔ اس کی دو، تین وجوہات ہیں۔ پنجاب کے دیہاتوں میں لوگوں کے financial issues ہوتے ہیں۔ Hepatitis B, C کا initial stages پر پتا نہیں چلتا اور لوگ routine check up نہیں کراتے اس کی وجہ hospitals and health department کی نااہلی تو ہے ہی لیکن لوگ financial issues and awareness کی وجہ سے لوگوں جب پتا چلتا ہے ان کو Hepatitis B or C ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ 18th Amendment کے یہ subject provinces کے پاس گیا ہے تو اب یہ ہوا ہے کہ وہ کوشش کر رہے لیکن اس میں وقت لگے گا اور population explosion اس طرح سے ہو رہا کہ اس کو روکنا تو دور کی بات ہے بلکہ اس کو contain کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ انہوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں اور ہم اس رپورٹ کو forwarded کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. There is a motion in the name of Miss Momna Naeem, Mr. Rayyan Niaz, Mr. Ali Hummayon Zafar and Mr. Ejaz Serwer. Have you withdrawn it? Now we are going to address item No. 4. Miss Sitwat Waqar would like to move a resolution.

Miss Sitwat Waqar: Thank you. I would like to move the following resolution;

"This House is of the opinion that the government of Pakistan should revisit its trade policy which is based on exporting raw material and importing value added goods and devise a sustainable one which favours Pakistan's indigenous industries in generating youth employment and relieves our foreign policy from external dictation."

The reason for this resolution is because the trade policy has something to do, our economy has something to do with our foreign policy. Our economy is deteriorating economy the foreign policy become compromised. We get dictated by external influences and that was the reason for bringing this policy. Two basic challenges that Pakistan is facing at the moment are terrorism and deteriorating economy. I am very glad that we have extensively discussed terrorism and we should continue to discuss it in the last three days or whenever we get a chance again because that is an issue which needs to be addressed and we need to find solutions for that. Unfortunately the issue of economy was rarely discussed in the last four sessions. We have discussed youth, unemployment, provincial bodies' elections and a lot of issued but economy is one thing that youth of Pakistan needs to think about and address it because economy needs to be sustainable and that is the only thing that can ensure our survival. Security is always going to be based on

self reliance. If you are self reliant then you can attain anything in the world. I was approached by a member of the blue party saying that why you have brought this resolution? It has also been discussed last year by your senior youth parliamentarians and you don’t need to discuss it again because it has been discussed already. It does not mean that if you have discussed the problems once, you can’t discuss it again. You need to discuss it, you need to keep discussing it until it is solved.

Even though he mentioned that it has been forwarded to the government. Has government have incorporated their trade policy? Not yet. I am focusing on indigenous industrialization and production. A sustainable trade policy is the only way to achieve a sustainable economy. By employment for the youth you are not only solving the problem of extremism but the general national character which the country at the moment needs. The few things are discussed and I am pity sure that from the Blue Party side they all are going to talk about these things, they are liberal party the agreement with the World Trade Organization that Pakistan has signed. We have signed the agreement of free trade but that does not mean that you need to let foreign influence keep influencing you. It does not be that you can not try to figure out you own solutions. It does not mean that you need to chained by whatever dictation they are going to give you. You don’t need to think for yourself anymore. You should continue with the free trade policy as long as you need to trade with the world but look at Malaysia, Brazil, India and China, these all are members of world trade organizations but they have also indigenized themselves and their products. I come from a circle of scientists, so I know that for all those people in Pakistan who think that local production is impossible because you are not capable enough because we don’t have the resources and potential. They are actually wrong because they have this perception without any evidence.

A lot of people talk about energy crisis. They say because we have energy crisis, we can’t run our heavy industry. You know 52% of our production is used at homes in domestic settings. Of those 52%, 60% is used in air conditioners. In 1980 Bhutto said ہم گھاس کھا لیں گے لیکن ہمیں nuclear bomb بنانا ہے that was the political will.

We are not poor if you think about it. It is just that the wealth is accumulated ہماری قوم عیاش ہے۔
in the hands of a few people. اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ پیسے ہیں لیکن priorities and money management کی بات ہے۔ ہم اپنے ائرکنڈیشن بند کر سکتے ہیں۔

At the moment our trade policy is based on exporting raw material but not exporting value added goods. Our civil bureaucrats, army generals are input products then encourage our local scientists to produce their own. I am in touch with a lot of scientific organizations and I can give you a lot of examples but I will quote a few.

In 1996 we imported an electronic score board from China for 5 crore and we installed it in Jinnah Complex at Islamabad. After a while it stopped working and the government of Pakistan has to call Chinese to fix it because the locals don’t know how it operated and functions. The Chinese came and fixed it. They charged 70 Lacs.

ان کے جانے کے بعد اس نے پھر کام کرنا چھوڑ دیا۔ 1998 after two years Peshawar University کے electronic department کے کچھ students and young teachers نے وہی score board بنایا اور پشاور قیوم سٹیڈیم میں لگایا اور وہ کتنے کا تھا؟ وہ صرف پندرہ لاکھ کا تھا۔ وہ اس جیسا ہی تھا اور صحیح طور پر کام کر رہا ہے۔ وہ جب بھی خراب ہو تو وہیں پر پشاور کے ہی لوگ اس کو ٹھیک کر لیتے ہیں۔ perception کہ پاکستان کے لوگ کچھ نہیں بنا سکتے غلط ہے۔ آپ چین سے پانچ کروڑ کا منگوا لیں گے مگر اپنے لوگوں پر پندرہ لاکھ خرچ نہیں کریں گے کہ اپنے لوگ بنائیں اور ان کو ملازمت ملے۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہ لوگ فارغ رہیں اور terrorism کی طرف inclined ہوں اور آپ لوگ import کرتے رہیں۔ Actually the bureaucrats get kick back when they import from foreign countries. ہماری ایک اور scientific organization نے ایک electronic voting machine بنائی ہے۔ انہوں نے Election Commission of Pakistan کو presentation دی لیکن پتا نہیں اس کا کیا status ہے۔ اس کے علاوہ ایک American company نے اسی طرح کی electronic voting machine بنائی ہے، وہ کتنا charge کر رہے ہیں four time more than the local companies are charging لیکن ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا کہ کون سی opt کریں گے۔ جس کو بھی opt کریں گے اس کے اڑھائی لاکھ pieces چاہییں۔ اگر یہ پاکستان میں بنیں تو کتنی employment generate ہو گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ state کے پاس funds نہیں ہیں تو بہت سی چیزوں کے لیے اربوں کے funds دیے جاتے ہیں۔ It is just about priority and political will. جب کوئی چیز import کی جاتی ہے تو اس کے لیے dollars میں pay کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے روپے کی قیمت گرنے سے اور اس طرح کے معاملات کی وجہ سے آپ کی economy effect ہوتی ہے۔ جب economy effect ہوتی ہے تو trade

deficit ہوتا ہے اوراس طرح economy deteriorate ہوتی ہے جو continuously happening in Pakistan. What we are doing, we are taking loans from other countries. Being the shadow Minister for Foreign Affairs and Defence I don't want the foreign policy of Pakistan being compromised just because our economy is getting worse and worst. ہم کیا کرتے ہیں کہ چین اور امریکہ سے مدد لیتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ our foreign policy is pity much compromised, it is not independent. آپ کو USAID کے بارے میں بتاتی ہوں کہ وہ ہمیں two and a half percent of our budget دیتے ہیں اور اس میں سے 60% of that goes back to their consultants. When some country give you aid, it is not just like gift, they want something in return. Obviously they put conditionalties as well. پھر آپ اتنا independently can't operate اور آپ کی foreign policy is not that independent any more.

میں آپ کو بتاوں گی کہ ہماری کون سی ایسی imports ہیں جن کی indigenous production ہونی چاہیے۔ Research equipment, medical diagnostic equipment آپ کو پتا ہے کہ stethoscope ہر ڈاکٹر کے پاس ہوتی ہے، وہ import کی جاتی ہے۔ اس کو یہاں کیوں نہیں بنایا جا سکتا۔ ہمارے defence equipments import کیے جاتے ہیں اور جب ان کا کوئی part خراب ہوتا ہے تو اس کے لیے بھی ان سے رابطہ کیا جاتا ہے کہ آپ please اس کا یہ part دے دیں تو آپ کیوں دوسرے ممالک کا محتاج بنا رہے ہیں۔ کیا پاکستان کا کوئی vision نہیں ہے کہ in the long run we need to have a sustainable economy and trade policy. How longer we are going to be dependent on China and US? How longer they can remain our friends? We need to have a sustainable policy. The point of bringing this resolution is that this House would discuss and address the issue of deteriorating economy. Thank you

میڈم ڈپٹی سپیکر:شکریہ۔ جناب ہشام ملک صاحب۔

Mr. Hasham Malik: Thank you. The resolution of Miss Sitwat Waqar is made in a good spirit and in good intentions. I respect that and support this.

میں اس سلسلے میں اپنے national behaviour کو criticize کرنا چاہ رہا اور اگر consumer products کی طرف دیکھا جائے، مثلاً میں مارکیٹ جاوں گا، موبائل دیکھوں گا تو Nokia, Samsung or QMobile لوں گا۔ ہمیں اپنی priorities کو بھی دیکھنا چاہیے، کچھ عرصے سے جاپانی گاڑیوں کی درآمد کا trend بہت بڑھ گیا ہے۔ اگر Honda or Toyota locally assemble بھی ہو رہی تھیں تو لوگوں کا mind set change ہو رہا ہے۔ Adam گاڑی خریدنا تو دور کی بات اب Toyota and Honda سے بھی shift ہو گئے ہیں۔ Adam totally locally manufactured گاڑی ہے۔ لوگ Dowlance کا AC نہیں لیتے LG کا لیتے ہیں۔ ہمارا اپنا mind set change کرنے کی ضرورت ہے کہ imported products کی بجائے local products کی طرف جائیں۔ Public sector میں جو gradual improvement ہو رہی ہے، اس کو بھی point out کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح میڈم سطوت نے defence کا mention کیا، جس طرح F16 کا بہت مسئلہ رہا ہے امریکہ نے ان کی shipment postpone کر دی تھی تو اس کے بعد JS17 Thunder چین کے ساتھ collaboration کے ساتھ بنایا جو کہ China initially میں assemble ہوئے لیکن اب الحمد للہ یہ رسالپور میں assemble ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ الخالد اور الضرار ٹینک بھی اس کی مثال ہیں جن میں ایک مقامی طور پر modify کیا اور ایک totally locally assemble کیا گیا ہے اور defence industry, POF Wah Factory اور مشاق طیارے بھی بنائے جا رہے ہیں جو پائیلٹ کی training کے لیے ہیں۔ مشرف صاحب نے ایک trade policy introduce کی تھی جو کہ reaching out to the countries جن کو پہلے approach نہ کیا گیا ہو۔ ان میں سب سے بڑا block South American states کا تھا، ان کے ساتھ ہمارا trade contact نہیں تھا بلکہ ہمارے ہاں کچھ کی full fledge Embassies بھی نہیں ہیں۔ مس سطوت شاید میرے ساتھ متفق ہوں کہ بجائے اس کے ہم specific trading partners کی جائیں، ہمیں اپنے traders partners broad کرنے چاہیں تا کہ یہ نہ ہو کہ کسی سے ہمارا conflict of interest ہونے سے یہ effect نہ ہو۔ Death penalty پر ہر کسی کا personal opinion ہو سکتا ہے لیکن اب جو مسئلہ چل رہا ہے کہ ہم پر EU کی طرف سے sanctions لگ سکتی ہیں۔ اگر اس وجہ سے death penalty کا effect پڑ رہا ہے تو وہ غلط ہے لیکن اگر human liberty پر آپ کا کوئی opinion ہے تو وہ الگ بات ہے۔ جہاں تک exports کی بات ہے، ہم سے یہ غلطی ہوتی ہے ہم energy crisis کو partiallyاس لیے blame کر سکتے ہیں کہ ہماری manufacturing industries shift ہو گئی ہیں۔ ہم cotton produce تو کرتے ہیں لیکن refine ہو کر بنگلہ دیش سے شرٹ تیار ہو کر باہر چلی جاتی ہے اور ہمارا consumer behaviour یہ ہوتا ہے کہ اسی کو import کر کے پہن کر اپنے ملک میں پھر رہے ہوتے ہیں کہ ہم امریکہ سے لے کر آئے ہیں۔ اس طرح consumers کی طرف بھی بے حسی یا lack of realizationہے۔ میں خود بھی اس میں شامل ہوں۔ حکومتی سطح پر improvement آ رہی ہے اور میری حکومت سے یہ درخواست

ہو گی کہ وہ اپنے trading partners broad کرے بجائے اس کے کہ امریکہ کے dependent ہوں اور وہی پاکستان کا سب سے بڑا trading partner ہے۔ آپ پہلے dependency ختم کریں پھر گالی دیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم عمر نعیم صاحب۔

جناب عمر نعیم: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں سطوت وقار صاحبہ کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ہمیں ایک broad perspective بتایا ہے کہ ہماری foreign policy میں کیا چیزیں ضرور ہونی چاہییں۔ جن چیزوں کی ہماری پالیسی میں کمی ہے اور اس وجہ سے ہماری صنعت اور تجارت میں کمی ہو رہی ہے۔ ہشام صاحب نے بتایا کہ اس سلسلے میں consumer پر بھی work out کرنا پڑے گا اور ہمارے جو trade partners ہیں، ان کی بھی کسی ایک چیز پر rely نہیں کریں گے کہ ہمارا وہی trade partner ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اور بھی trade partners بنائیں تا کہ اس ملک سے جو صنعت باہر جا رہی ہے اس کو روکنا ہے۔ سطوت نے بہت اچھی مثالیں دی ہیں کہ ہمیں ایک چیز منگوانے کے لیے دوسرے ممالک سے رابطہ کرنا پڑتا جب کہ اپنے ملک میں بھی وہ چیز تیار ہو رہی ہیں۔ اسی طرح سے hydro projects چین کی مدد سے تیار کروا رہے لیکن اگر ہم پاکستان کے engineers کو ان projects کے لیے کہیں اور یہاں پر مختلف کمپنیاں لائیں تو اس طرح ہمارے ہاں روزگار کے ذرائع بڑھیں گے۔ ہماری یونیورسٹیوں اور کالجوں سے engineers and doctors produce ہو رہے ہیں لیکن ان کے پاس کام کرنے کی opportunity نہیں ہے اس لیے وہ ملک سے باہر بھاگتے ہیں۔ ہمیں ایسی پالیسی بنانی اور implementکرنی پڑے گی جس کے ذریعے ہم ان کو utilize کر سکیں اور بجائے باہر سے چیزیں منگوانے کے ہم مقامی طور پر ان لوگوں کے ذریعے وہ کام کریں۔ میں اس resolution کو مکمل طور پر endorse کرتا ہوں۔ ہمارے ایوان میں Foreign Minister کو ایک پالیسی لانی چاہیے کہ ہم اس کو کس طرح اس ایوان کے ذریعے بات آگے پہنچا سکتے ہیں کہ یہ مسائل ہیں اور آپ اپنی foreign policy درست کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم یاسر عباس صاحب۔

Mr. Yasir Abbas: Thank you Madam Speaker. Miss Sitwat has point out a very important factor. I would say economy has always been determined in the foreign policy of an independent country.

انہوں نے جو کہا کہ پاکستان should revisit its trade policy تو میں نے بھی یہی بات کی تھی جب آج صبح پالیسی پیش کر رہا تھا اور پاک چین تعلقات کی بات کر رہا تھا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے تعلقات نئے سرے سے introduce کریں with the economy as your main goal. بدقسمتی سے پاکستان کے سسٹم میں کچھ structural problems ہیں۔ ہم consumer society ہونے کے ساتھ ساتھ dilapidated system کے بھی مالک ہیں کیونکہ ہم نے industrial infrastructure and development کے کام نہیں کیا۔ پچھلی کئی دہائیوں سے مسئلہ ہے کہ ہم مختلف ممالک سے deal تو کر لیتے ہیں اور ان MFN status بھی دے دیتے ہیں۔ FTA sign کر لیتے ہیں،Preferential Trade Agreement بھی کر لیتے ہیں لیکن اس کا backlash ہم پر منفی ہوتا ہے باوجود اس کے کہ FTA and PTA کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ آپ کو new economic opportunities provide کریں۔ یہ نہیں کہ آپ الٹا suffer کریں۔ بدقسمتی سے پاکستان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہم نے چین کے ساتھ FTA and PTA sign کر لیے ہیں لیکن ہم اس pace پر نہیں چل رہے جس پر چین چل رہا ہے۔ ہم import and export کا میچ برابر نہیں کر سکتے جو چین اور پاکستان کے درمیان ہو رہا ہے۔ مس سطوت وقار نے صحیح point out کیا ہے کہ جب تک ہم economically independent نہیں ہوں گے اور جب تک کسی ملک پر economically dependent نہیں ہوں گے، تب تک ہم نہ اپنے internal decisions without any pressure لے سکتے ہیں اور نہ اپنے external goals follow کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنے immediate neighbours کے سات، ہمیں SCO join کرنے کے لیے اپنا case تیار کرنا چاہیے۔ ہمیں SAARC کے platform پر economic opportunities تلاش کرنی چاہییں۔ اس کے ذریعے we can trade with China گو ابھی ہماری تجارت ہو رہی ہے لیکن اتنی نہیں ہو رہی جتنی ہونی چاہیے۔ ہم تجارت کے لیے تو barriers ختم دیں گے لیکن at the same time are we ready to compete with our neighbours. کیا ہم اپنے ہمسایوں کی market, economy, export level کی حد تک ہیں کہ ان میں penetrate کر سکیں؟ بدقسمتی سے اس وقت پاکستان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ ہم کسی کے ساتھ trade policy devise کر لیں اور اس کے ساتھ independently trade flow کر سکیں۔ اس لیے پاکستان میں structural reforms کی ضرورت ہے اور یہ bureaucracy سے شروع ہو کر foreign policy تک جاتے ہیں۔ آپ کی foreign policy کا objective economy ہونی چاہیے۔ Within country structural بنیادی چیز ہے لیکن آپ کو private sector کو encourage کرنا ہو گا اور state level industry کو revamp کرنا ہو گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم ریان نیاز صاحب۔

جناب ریان نیاز خان: شکریہ میڈم ڈپٹی سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں سطوت وقار نے جو پالیسی پیش کی ہے، اسے مکمل طور پر support کرتا ہوں۔ یہاں لوگوں نے اس میں جو add on کیا ہے، بہت اچھا ہے۔

خاص طور پر ہشام صاحب نے national behaviour کا ایک لفظ use کیا ہے۔ اصل میں ہمارے ہاں مسئلہ ہی national behaviour کا ہے۔ ہم لوگوں کو کام نہ کرنے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جی crisis ہے، کوئی اور مسئلہ ہے، ہمارے پاس resources نہیں ہیں، ان کی effective utilization ہم نہیں کرسکتے۔

میں یہاں کچھ examples quote کرنا چاہوں گا جیسا کہ عمر نعیم صاحب نے فرمایا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پاکستان میں contractors آتے ہیں، وہ آکر جب ہمارے لوگوں کو پیسے دکھاتے ہیں، مثلاً ان کے ساتھ contract کرتے ہیں، initially contract ان کا ہوتا ہے، sub-contracting میں تمام پاکستانی کمپنیاں کام کررہی ہوتی ہیں۔ ایک چینی کمپنی ہے SinoTech جو پچھلے دس بارہ سالوں سے پاکستان میں hydropower پر کام کررہی ہے لیکن وہ خود کبھی کچھ نہیں کرتی۔ ان کے صرف دو تین لوگ یہاں ہوتے ہیں جبکہ کام ہمارے لوگ ہی کرتے ہیں لیکن پتا نہیں کیوں ہمارے لوگ initial initiative نہیں لیتے۔ بعد میں جب ان کو force کرتے ہیں، ان کے tenders یا BOQ or RFQ آتے ہیں، ان کو fill کرکے یہی لوگ آگے آگے ان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس طرح کی کئی recent examples اور ایک اور long line ہے۔

ہمارے ہاں پالیسی میں بھی ایک concern پایا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں R&D کے فنڈز GDP کا محض 0.5% ہیں۔ اب جو amounted allocated ہے وہ تو 0.5% ہے لیکن R&D کے لیے جو use ہوتی ہوگی وہ میرے خیال میں 0.05% ہوتی ہوگی۔ I have never seen any Government institution جس میں اگر R&D کا دفتر ہو بھی تو وہ بھی simple سا ہوتا ہے، نہ وہاں attendance ہوتی ہے، نہ کوئی regulation ہوتی ہے۔ کوئی ایک آدھا چل رہا ہو تو اور بات ہے۔

سطوت وقار نے بات کی اور USAID کی مثال دی۔ She was very much right. یو ایس ایڈ کے جو بھی contractors ہیں۔ I would quote the example of their power sector project which is under the Kerry Lugar Bill تو اس میں aid تو 1.5 بلین ڈالر آتی ہے لیکن believe me کہ ان کے ساتھ بھی جو لوگ کام کررہے ہیں، وہ ان کے اپنے بندے ہیں، especially جب یو ایس ایڈ والے aid دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے ایک کیمرہ مین کی تنخواہ اور اس کی privileges ہمارے ہاں hire کیے جانے والے engineer سے زیادہ ہوتی ہیں۔

I think when our national behaviour will change, then we can move on and our dependency on other countries can be reduced. Thank you very much.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم مطیع اللہ ترین صاحب۔

Mr. Mateeullah Tareen: Thank you Madam Deputy Speaker. I congratulate Sitwat Waqar for presenting such an important resolution. Indeed, it is a really important one.

اس ایوان کے پانچویں سیشن کے ایجنڈا میں بھی economic policy شامل ہے۔ میں نے سطوت وقار کو congratulate اس لیے کیا کہ اس ایوان میں economic policy پر کسی نے بھی بات نہیں کی، صرف سطوت وقار اکیلی ہی ایک resolution اور ایک پالیسی لے کر آئی ہیں۔

دہشت گردی کی انہوں نے بات کی، اس موضوع پر ہم اس ایوان میں بہت بات کرچکے ہیں۔ اسی دہشت گردی کی آڑ میں ہی ہم اپنی economy کا 70 بلین ڈالر سے زیادہ حصہ گنوا چکے ہیں۔ یہ جنگ ہماری ہے یا نہیں، ابھی تک ہم decide نہیں کر پائے لیکن economy کا ایک بڑا حصہ ہم گنوا چکے ہیں۔ کوئی بھی جنگ، کوئی بھی منصوبہ، کوئی بھی پالیسی ایک strong economy کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتے۔ Until and unless you are economically strong, nothing can be done on your state level. اس لیے معیشت کو مضبوط بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

ہم نے تو تاریخ سے بھی کچھ نہیں سیکھا۔ تھوڑا پیچھے جاکر برٹش دور کی بات کرتے ہیں کہ اس وقت economy کی کیا صورت حال تھی۔ India was a golden sparrow اور یہاں سے تمام raw materials extract کرکے برطانیہ لے جائے جاتے تھے اور وہاں انہیں manufacture کیا جاتا تھا۔ Those manufactured goods were once again brought back to India and sold those people from where this raw material was extracted. خام مال یہاں سے لے جاکے، وہاں اسے تیار کرکے، دوبارہ یہاں بیچا جاتا تھا۔ انہوں نے اس طریقے سے اپنی industry کو flourish کیا اور اسے strong بنایا۔ What will be the impact? Just think when you will have your own raw material, manufacture it in your own way in the best manner and use it in your own country and even export it. تاریخ کا ایک بہت بڑا سبق ہے اگر ہم اس پر تھوڑا سا غور کریں اور اگر اس پر عمل کریں تو ہم ایک بہت بڑا economic plus point لے سکتے ہیں۔

بہت سے دوستوں نے بات کی کہ foreign policy کے ingredients میں صرف economy نہیں بلکہ internal policy بھی شامل ہوتی ہے اور internal policy کے جتنے جز آتے ہیں، وہ بھی foreign policy میں ایک way out دیتے ہیں۔ Economy is one of the important factors. To be economically weak means you are

dependent. اگر آپ معاشی طور پر کمزور ہوں گے تو آپ کو دوسروں کے آگے جھولی پھیلانا پڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو war on terror پر پانچ بلین ڈالرز ملتے ہیں گوکہ آپ نے 70 ارب ڈالرز خرچ کیے۔ اس کے باوجود آپ سے do more کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اب تک آپ نے کیا ہے، وہ کم ہے۔ So, you are economically dependent. When you are economically dependent, your foreign policy is dependent. Your foreign policy and your economy has a direct link with each other. There is no denying the fact. So, I really appreciate that there must be a complete report either. مجھے امید تو نہیں ہے مگر میں پھر بھی گزارش کرتا ہوں کابینہ سے، فنانس منسٹر سے کہ وہ فارن منسٹر کی collaboration کے ساتھ ایک پالیسی سامنے لائیں۔ ایسی پالیسی جو اکنامک پالیسی کو واضح کرے اور اس کا فارن پالیسی پر impact بھی بتائے کہ کیا way out ہونا چاہیے۔ اس میں suggestions ہونی چاہییں کہ فارن پالیسی بھی ایک flow کے ساتھ جائے جبکہ معیشت کو بھی بہتر بنایا جاسکے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم نجم الثاقب صاحب۔

جناب نجم الثاقب: شکریہ ڈپٹی سپیکر۔ سطوت وقار جو قرارداد لائی ہیں، میرے ساتھیوں نے اس کے کافی aspects کو discuss کرلیا ہے خاص طور پر فارن پالیسی اور international level کے aspects کو deal کرنے کی بات ہوئی۔

میں بات کروں گا اکنامک پالیسی کی جو قومی سطح پر deal کی جاتی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک پر نظر دوڑائیں تو education and research پر focus ہی نہیں کیا جاتا۔ ہمارے students تعلیمی اداروں میں پڑھتے ضرور ہیں، ان کے پاس theoretical knowledge بہت ہوتا ہے لیکن عملی طور پر وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ میری تجویز ہے کہ اس قراردار میں یہ بات add کی جائے کہ ہم اپنے curriculum میں لازمی قرار دیں کہ theory کے ساتھ ساتھ students کو practical knowledge بھی دیا جائے۔

دوسری بات، ہمارے پاس ایسا infrastructure نہیں ہے کہ ہم rural areas سے raw material لاکر industries تک پہنچائیں۔ اگر ہم infrastructure کی development کریں تو ہم پاکستان میں بہت زیادہ manufacturing کرسکتے ہیں۔ پاکستان کے بہت سے ایسے دیہی علاقے ہیں جن میں بہت زیادہ potential ہے لیکن infrastructure ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا وہ raw material waste بھی ہوجاتا ہے۔ ہمارے پاس جتنی بھی انڈسٹری ہے اسے strategically install نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر اگر ہمیں raw material ایک علاقے سے مل رہا ہے تو انڈسٹری اس سے کئی کلومیٹر دور دوسرے کسی علاقے میں ہوتی ہے۔ حکومتِ پاکستان کو اپنی economic policy میں اس معاملے پر بھی focus کرنا چاہیے کہ انڈسٹری اس علاقے میں قائم کی جائے جہاں raw material تک easy access ممکن ہو۔ اس سے ہماری cost میں کمی واقع ہوگی اور ہماری earning میں اضافہ ہوگا۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم جنید اشرف صاحب۔

جناب جنید اشرف: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں ایک دو points add کرنا چاہوں گا۔ پہلے تو ہمیں اپنی production کو enhance کرنا ہوگا تاکہ ہم finished goods بناسکیں۔ یہاں پہلے بھی بات ہوچکی ہے کہ ہم لوگ باہر کی چیزوں سے attract ہوتے ہیں لیکن اس کی ایک وجہ ہے۔ آپ کو وہی چیز attract کرتی ہے جس کی quality اچھی ہو، جس کی branding اچھی ہو تو ہمیں ساتھ ہی ساتھ اپنے marketing departments کو strong کرنا پڑے گا جس میں sales team ہوتی ہے، pricing ہوتی ہے، branding ہوتی ہے۔ آپ goods تو بنالیں گے لیکن اسے بیچنے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے کہ وہ customer کو attract کرے۔ ہم تب وہ چیز خریدیں گے جب اس کی branding اچھی ہوگی، product کے pricing features ہوتے ہیں، ہم بھی اور باہر والے لوگ بھی تبھی ہم سے وہ چیز خریدیں گے جب اس کی quality اچھی ہوگی اور eye catching ہوگی۔ شکریہ۔

ایک معزز رکن: میرا ایک point of personal explanation ہے۔ میں کہنا چاہ رہی ہوں کہ آپ کو پتا ہوگا کہ 1950s میں جب جاپان نے اپنی indigenousization شروع کی تھی تو اس زمانے میں جرمن کوالٹی دنیا میں best تھی۔ جاپانی چیزوں پر لوگ ہنستے تھے کہ کیا گندی کوالٹی کی چیزیں ہیں۔ ابھی حالات آپ کے سامنے ہیں کہ Japan's car industry is overtaking the United States. So, it is just about starting, if you are starting today, you might face challenges but after some decades, you might get somewhere. میرے کہنے کا مقصد ہے کہ آپ شروعات تو کریں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم ہشام ملک صاحب! آپ پہلے بول چکے ہیں تو اپنے comments brief رکھیے گا۔

جناب ہشام ملک: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں صرف ان دو تین تجاویز کا ذکر کرنا چاہ رہا تھا جو میرے ذہن میں آئی تھیں۔ دو چیزیں mind میں رکھنی چاہییں، اگر ہم نے انڈسٹری کو grow کرنا ہے تو جس طرح

ہمارے ملک میں ہر ڈسٹرکٹ کی ایک اپنی specialization ہوتی ہے، میں سیالکوٹ کی مثال دوں گا، وہاں تین چیزیں بنتی ہیں، sports goods, surgical instruments and leather products. ابھی بھی وہاں انڈسٹری grow کررہی ہے لیکن حکومت کی supervision یا assistance بہت matter کرتی ہے۔ وہاں ابھی تک بڑے industrialists کا control ہے۔ اگر اسی طرح ہم دوسرے اضلاع میں بھی، جو بھی ان کے competitive or relative advantages ہیں، ان کو mind میں رکھتے ہوئے ہر district کی اپنی specialization کو promote کریں۔ جیسا کہ خیبر ایجنسی میں اسلحہ بنانے کی ایک proper انڈسٹری ہے، صرف ایک مسئلہ رہا ہے کہ حکومت نے اسے legalize نہیں کیا۔ اگر حکومت اسے legalize کرلے تو اس کی بھی بہت زیادہ utilization ہوسکتی ہے۔ اس کے ساتھ میں کہنا چاہوں گا کہ بےشک وہ product اگلے دس سالوں میں باہر export کرنے کے قابل نہ ہو، at least وہ product ہمارا import bill تو کم کرسکتی ہے۔ درآمدات زیادہ ہونا بری بات نہیں ہے، اگر درآمدات میں perishable goods یا consumable items ہوں تو وہ بری بات ہوتی ہے۔ اگر ہم مشینری import کررہے ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ وہ ultimately ہماری development میں ہی فائدہ دیتی ہے۔

دوسری بات، جس طرح سکور بورڈ والی مثال دی گئی، اس میں سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں research کو بہت فروغ ملنا چاہیے۔ ہمارے ملک میں research oriented mindset نہ یونیورسٹیوں میں ہے، نہ students میں ہے اور نہ ہی حکومت میں ہے۔ جب تک universities میں یہ چیز نہیں آئے گی، innovation نہیں آئے گی۔ لہٰذا، میرے یہ دو suggestions ہیں ایک districts کو improve کیا جائے اور دوسرا، universities میں research oriented mindset کو promote کیا جائے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم انعام اللہ مروت صاحب۔

Mr. Inam Ullah Marwat: Thank you Madam Speaker. First of all, I fully endorse this resolution put forward by Miss Sitwat Waqar. The issue highlighted is of a lot of significance. We should revisit the trade policy. During the discussion, "foreign policy" was mentioned. I think the problem starts from here. The problem is just embedded in this thing, in the foreign policy. We have a sort of foreign policy since right from the birth of Pakistan. It has become a bit security in nature. I mean it is always controlled by military persons. Even in the civilian governments like in 1990s, there was a sort of deal made between the civilian governments and the military that these are the posts that will be in our court, I mean we will be doing it. This was the reason because of which our priorities have always been security-centric.

One thing more, foreign policy is the reflection of domestic politics. Whoever is prominent in the domestic politics, he plays the main role in foreign policy. So, military is having a large stake her in Pakistan; so, that attitude is also reflecting in foreign policy. I mean economy is not becoming a priority for us. Whenever, we deal with someone, that does not cater to our economy, that somehow caters to our military side.

What I would like to suggest is that, do come up with a Foreign Minister. I mean a person who should be capable to promote the interest of Pakistan. At present, we do not have a Foreign Minister. The Foreign Ministry is also controlled by Prime Minister through the help of an Advisor, Sartaj Aziz. So, I would suggest giving this post to a person in full way who can just cater to the public interest. What is the public interest? I mean who can properly make a comprehensive foreign policy. So, my point is that the foreign policy post should be taken away from the military side. Moreover, the foreign policy should not be made security-centric. On the other hand, it should be catering to the overall interest of Pakistan. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Miss Hira Mumtaz sahiba.

Miss Hira Mumtaz: Thank you honourable Speaker. I would like to start with the balance of payments. What is the balance of payments? Balance of payments is an accounting record of all the monetary transactions between a country and the whole world. One aspect of the balance of payment is the balance of trade which is the difference between your exports and imports. In Pakistan, in August 2013, according to a report, there has been a trade deficit of $16 billion. Now, this trade deficit is something that we really need to work on. How can we work on it? We can either work on the import side or on the export side. We can either decrease imports by producing local product such as Miss Sitwat Waqar pointed out or we can work on our exports by adding a lot of value to our exports that we can stand ourselves in the international market.

So, how can we add value to our exports? Currently, Pakistan is lagging in product diversification, value addition diversification, high technology industries, so, it is not able to face the fierce global competition. Now, the Government of Pakistan should take appropriate measures for export promotion for this purpose. So, what is the first step we should take? We should work on our product diversification.

Currently, our market has a very high concentration in five products only. We have cotton, leather, rice, synthetic and textile which add up to about 78% of our total exports which is of low quality and low price in the international market. So, what we need to do? We need to add more sectors like IT, engineering goods, finance and accounting services and we not only need to move away but we need to add secondary and tertiary products as well. What we need to do? Add value to our exports. Now, Pakistan's current share in the international trade is only 0.12%. So, if we add value to our exports, if we import new machinery for quality improvements in textile etc. even though that is going to add a little bit to our cost but it is going to have a high return which is going to increase our share in the international trade.

We need to develop what is called cluster development. We need to encourage people to set up concentrated small and medium enterprises producing related goods which help the industry in complementing each other's resources and exports. We need to develop brands. We see how these products which Pakistan produces largely, don't have a brand associated with them which leads to these products being sold on such low prices. We need to persuade the exporters of textile, leather, garments, rice and sports goods to develop their own brands and to label their products because this is the only way that we can achieve the highest level of value addition.

We need to set export processing zones in Sialkot, Quetta, Multan etc. for facilitating businesses. We need to appoint trade commissioners which help in promoting the country's image and maintaining order in the country for exports. We need to improve our physical and financial infrastructure in shipment, clearance, cargo space for the smooth flow of exports and imports of goods.

Lastly and most importantly, we need to improve our skills. We need to work on the skills development sector. We need to increase the labour productivity through education, job trainings and skill upgradation. We need to import new knowledge and the latest techniques which will produce higher value added goods at low labour unit cost. Ultimately, this will give us an edge over the others. If not gives us an edge over the others, it will put us at par with the others in the international global market. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ حضرت ولی کاکڑ صاحب۔

Mr. Hazrat Wali Kakar: Thank you Madam Speaker. I really appreciate Miss Sitwat Waqar for bringing such an important resolution because she always brings resolution on very important issues.

اس قراداد میں ایوان نے اور مس سطوت وقار نے تمام points explain کیے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی چیز رہ نہیں گئی لیکن میں اس بات کا ذکر کروں گا جو ہشام نے کہی تھی۔ انہوں نے national behaviour کی بات کی تھی۔ ریان نے اس بات کو second کیا، جنید نے اس کا جواب دیا۔ میں جنید کو اس لیے second کررہا ہوں کہ جب تک کسی چیز کی quality آپ کو attract نہیں کرتی تو میں اسے کیوں خریدوں گا۔ یہ صرف میری بات نہیں ہے بلکہ ایک general opinion build up ہورہا ہے۔ ہمیں یہ بات نہیں کرنی چاہیے کہ ہمارا national behaviour خراب ہے۔ ہمارا national behaviour بالکل خراب نہیں ہے۔ ہماری policies خراب ہیں۔ ہم ہر چیز کو صحیح نہیں بناسکتے۔ اگر ہم نے کوئی چیز بنانی ہے، اگر ہم سپورٹس کے items کی بات کریں تو ہم وہ چیزیں لیں باہر سے نہیں منگواتے کیونکہ ہماری اپنی انڈسٹری اتنی grown up ہے کہ ہم اپنی چیز کو prefer کرتے ہیں۔ ہم کپڑے کی انڈسٹری کی مثال کو سامنے رکھیں، ہم باہر سے کپڑے نہیں لیتے کیونکہ ہماری اپنی انڈسٹری اتنی grown up ہے۔

دوسری بات، انعام اللہ مروت نے ایک point mention کیا کہ اس میں economy اور foreign policy کا عمل دخل ہے۔ اس relationship کے build کرنے میں ہمارے عوام کی غلطی نہیں ہے۔ یہ blame میں اپنی سیاسی جماعتوں کی leadership کو دیتا ہوں کیونکہ وہ جب بھی باہر آتے ہیں، وہ جب بھی میڈیا سے بات کرتے ہیں یا جب بھی عوام میں ہوتے ہیں، ان کے منہ سے، امریکہ کو گالی دیتے ہوئے جھاگ نکلتی ہے۔ ان کو یہ پتا نہیں کہ آپ ان کے بغیر ایک مہینہ بھی نہیں رہ سکتے۔ آپ کی اپنی کیا sustainability ہے؟ آپ اپنے آپ کو اتنا sustain اور stable کریں کہ آپ کسی کو آنکھیں دکھا کر بات کرنے کے قابل ہوسکیں۔ اس وقت آپ اکیلے نہیں ہوں گے بلکہ عوام بھی آپ کے ساتھ ہوں گے اور دنیا بھی ہوگی۔

انعام اللہ مروت نے بات کی کہ ہماری پالیسی security centric نہیں ہونی چاہیے۔ میں اس بات کو بالکل second کرتا ہوں کیونکہ ہم نے یہ دیکھا، ابھی سے نہیں بلکہ جب سے یہ ملک بنا ہے، جب سے اس ملک کا inception ہوا ہے، ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ ہم ڈوب جائیں گے، ہم بھوک سے مرجائیں گے۔ ہمارے پاس کیا نہیں ہے؟ اگر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ہم گھاس کھا سکتے ہیں لیکن ہم نے ایٹم بم بنانا ہے۔ ہم نے ایسا کرکے دکھایا تو ہم کچھ بھی کرسکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس ایک سوچ ہے، ہمارے پاس human resource ہے۔ جس قوم کے پاس human resource ہوگا، وہ قوم کچھ بھی کرسکتی ہے۔ ہم روز بات کرتے ہیں کہ ہماری آبادی کا 60% نوجوانوں پر مشتمل ہے تو پھر ہم کیوں روتے ہیں اور کس بات پر روتے ہیں؟ بات پھر وہیں آگئی کہ

political will نہیں ہے، will نہیں ہے۔ انڈسٹری پھر fail ہوچکی ہے، اس میں نہ کسی انڈسٹری کے مالک کا قصور ہے، نہ عوام کا قصور ہے اور نہ اس میں national behaviour کا قصور ہے۔ لہٰذا، ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہمیں ان ممالک کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے جن کے ساتھ ہمارے trade relations نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہشام ملک نے South American countries کا ذکر کیا، میں ان کی بات کو second کرتا ہوں کیونکہ ہم نے اس بات کو نہیں دیکھا کہ central Asian countries کے مقابلے میں ہمارا ملک کتنا grow کرسکتا ہے۔ افغانستان میں ہمارے interests کیا ہیں؟ ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ افغانستان کے ساتھ ہماری پالیسی economic based ہونی چاہیے۔ افغانستان کے ساتھ ہمارا وہ relation ہونا چاہیے جس کے ذریعے ہماری معیشت مضبوط ہو۔ ہم نے افغانستان کو ہمیشہ ایسی نظر سے دیکھا جس نظر سے اسے نہیں دیکھنا چاہیے۔ ہم نے افغانستان کو ہمیشہ strategic depth کے تناظر میں دیکھا ہے۔ A stable and neutral Afghanistan is in the interest of whole region. افغانستان کے ذریعے ہم central Asian states سے اپنا energy crisis ختم کرسکتے ہیں کیونکہ central Asian states میں یہ چیزیں کثرت سے موجود ہیں۔

لہٰذا، میں مس سطوت وقار کو ایک title دینا چاہتا ہوں کیونکہ وہ ہمیشہ ایسی resolutions لے کر آتی ہیں جو میرے خیال میں بہت important ہوتی ہیں۔ She is the unsung song of the House. شکریہ میڈم سپیکر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم اپوزیشن لیڈر صاحب۔

جناب کاشف علی (قائدِ حزبِ اختلاف): شکریہ میڈم سپیکر۔ ویسے تو کافی باتیں مس سطوت نے کرلی ہیں،

I was just wandering about the Japan's example. She also described that. I won't take much time of this House.

In my opinion, no one argues that free market economy and trade liberalization are certainly important. It is also important when you look at the developing countries, especially countries like Pakistan, there needs to be a minimal sort of intervention. I think it is very important to understand the essence of this resolution.

اگرچہ کسی نے اس پر argue نہیں کیا کہ یہ قرارداد open economy یا close economy کی بات نہیں کررہی۔ This resolution is talking about setting the direction of Pakistan's state policy. Luckily enough, no one raised this point that this is a socialist sort of resolution.

آج پاکستان کے معاشی مسائل ہیں کیا؟ میری نظر میں تو دو ہیں۔ ایک تو وہ ہے جس کی طرف حرا ممتاز نے توجہ دلائی، یعنی trade deficit کا معاملہ جبکہ دوسرا مسئلہ foreign reserves deficit کا ہے۔ Both these have a direct effect on our currency which Miss Sitwat said and also inflation. یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیے کہ اگر آج ڈالر کی قیمت -/110 روپے ہے تو یہ کوئی یہودی سازش نہیں ہے۔ اس کی وجہ ہماری import based economy ہے کیونکہ جب آپ import based economy کی طرف جاتے ہیں تو it is very obvious, when Dollar enters your country, it affects your currency. ہر ملک کے پاس دو ہی options ہوتے ہیں،

either you go with the imports substitution or you push for exports promotion which is the export-led economy. We have seen in the context of the developing countries that the exports promotion has proved to be more fruitful. Japan is a brilliant example of that. India is a very recent case of that. How these countries gradually moved from import substitution towards the export-led economy.

یہی وجہ ہے کہ جب آپ export-led economy کی بات کرتے ہیں تو پھر آپ کو یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم اپنے human capital کو کیسے استعمال کریں، ہم اپنے social capital کو کیسے استعمال کریں، ہم اپنی skilled power کو کیسے استعمال کریں۔ All these in a way contribute towards enhancing indigenous industry.

انہوں نے سب سے اہم بات جو کی، وہ یہ ہے کہ معیشت ہماری فارن پالیسی کو independent بناتی ہے۔

It is very important that you cannot really address the Pakistan's foreign policy without taking into account the domestic politics. You cannot address Pakistan's domestic politics as well as Pakistan's foreign policy without taking into account Pakistan's economy. They three are ultimately linked.

ہم اکیسویں صدی میں رہ رہے ہیں، دنیا نے اپنا pivot change کردیا ہے۔ اب وہ security obsession نہیں رہی۔ ہر ملک کی orientation معیشت کی طرف ہوگئی ہے۔ یہ بہت اہم ہے کہ ہم بھی اپنا pivot change کریں۔ ہمیں معیشت کی طرف move کرنا چاہیے۔ فارن پالیسی کو آپ اسی وقت independent بناسکتے ہیں جب آپ کی internal economy stable ہوگی۔

I absolutely endorse this resolution. I am very glad that a lot of people have contributed very positive points. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم پرائم منسٹر صاحب۔

Rana Faisal Hayat (YP Prime Minister): Thank you Madam Speaker. First of all, I would like to endorse the resolution put forward by Miss Sitwat Waqar.

ایک بہت اچھی قرارداد یہ لے کر آئی ہیں۔ ایوان نے اس پر بہت تفصیل سے بات کی، میں دو تین points add کرنا چاہوں گا۔ کافی colleagues نے بات کی کہ معیشت اور فارن پالیسی interlinked ہیں۔ میرے خیال میں صرف یہ دو نہیں بلکہ ہماری internal policy بھی اور ہمارا national behaviour بھی، یہ تمام چیزیں بہت closely interlinked ہیں۔

دو تین چیزیں جن پر میں emphasize کروں گا، خاص طور پر اگر ٹریڈ پالیسی کی بات کریں تو developing country like Pakistan ہمیں اس معاملے میں بہت سے international hurdles کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم یورپین یونین سے trade relaxation کے لیے کافی سالوں سے کوشش کررہے ہیں۔ Bangla Desh and India voted against us. اس کے علاوہ ہم ابھی بھی انہی initial stages پر ہیں، مثال کے طور پر چھوٹی چھوٹی چیزیں جیسا کہ mango diplomacy ہے۔ ہمیں West کی طرف جانے میں بہت مشکلات پیش آرہی ہیں کیونکہ ہماری export کی کوالٹی سے ہٹ کر، political issues بھی ایسے ہیں جن کے باعث ہمیں وہ trade relaxations نہیں مل رہیں۔

میڈم سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی جو current world scenario ہے، اس کو دیکھیں تو countries are more involved in economies. They are talking about the new great game. جبکہ پاکستان کی بات کریں تو ہم ابھی تک اپنے ideological issues میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لوگ بات کرتے ہیں سینٹرل ایشیا کی، چین کی، امریکہ کی، ایک economic great game کی discussion ہورہی ہے لیکن ہم اس point پر نہیں آرہے۔ ہمیں یہ چیز realize کرنی ہے کہ جب تک ہماری economy بہتر نہیں ہوتی، ہم مشکل میں رہیں گے۔ میں ان چیزوں کی detail میں نہیں جارہا کیونکہ Sundayکو جو اکنامک پالیسی آرہی ہے، اس میں یہ چیزیں discuss کی گئی ہیں۔ جو چیز ہماری trade کے لیے بہتر ہوسکتا ہے، جو ہمیں balance of payment بہتر کرنا ہے، جو ہماری inflation کا حال ہے، آج ڈالر 107 کا ہوگیا ہے، ان معاملات پر فنانس منسٹر اتوار والے دن further emphasize کریں گے۔

میں appreciate کرنا چاہوں گا کہ ایوان میں سب لوگوں نے بہت comprehensive debate کی اور اپنا input دیا ہے۔

I once again would like to endorse this resolution. It is a good work done by Miss Sitwat Waqar. Thank you Madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now, I put this resolution to the House.

(The resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: The House is adjourned to meet again on 21st September, 2013 at 9:30 am.

[The House was then adjourned to meet again on 21st September, 2013 at 9:30 am]